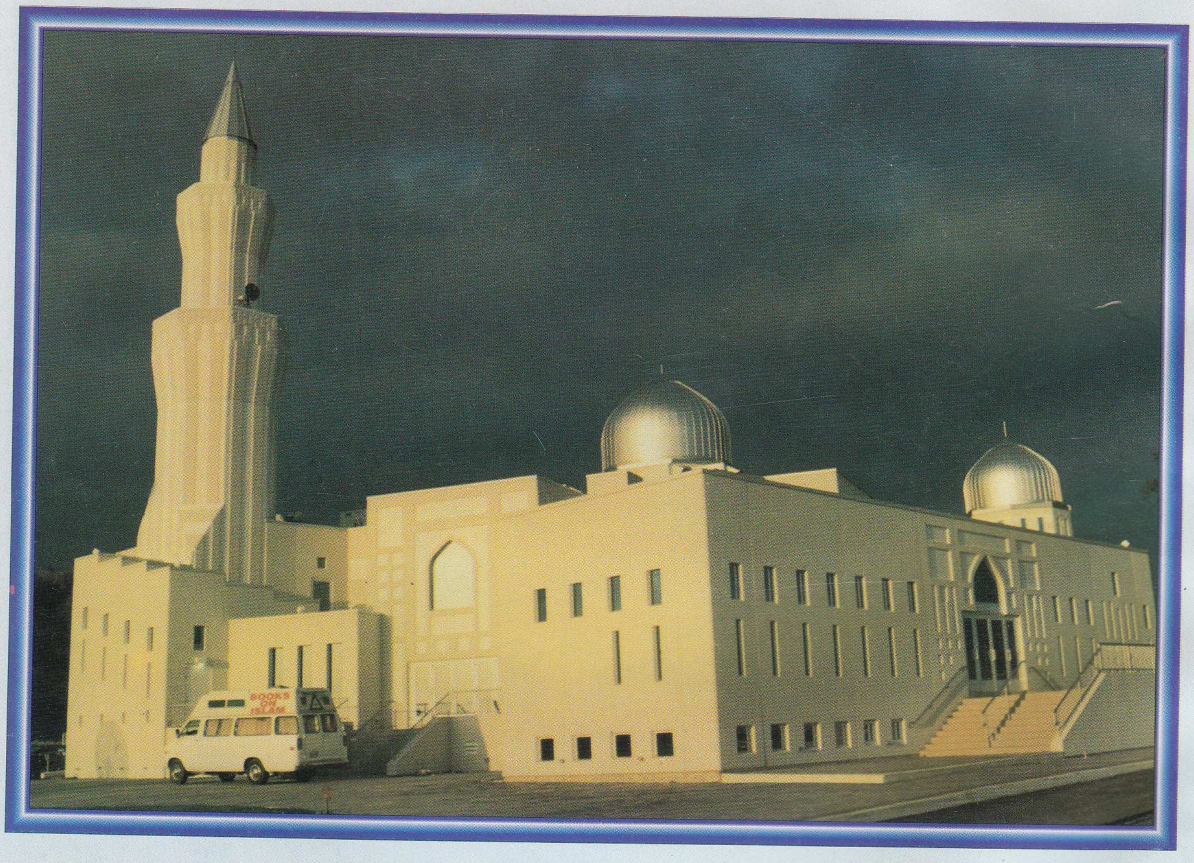
ماہنامہ

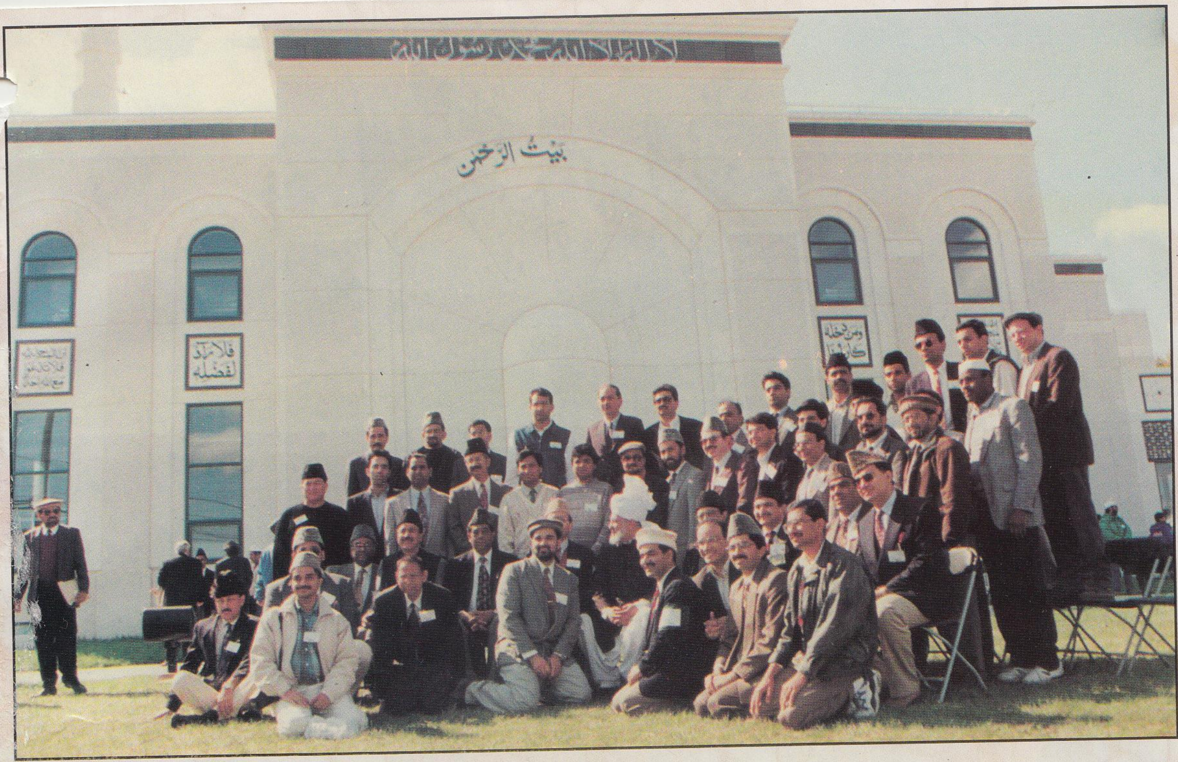
انصار اللہ



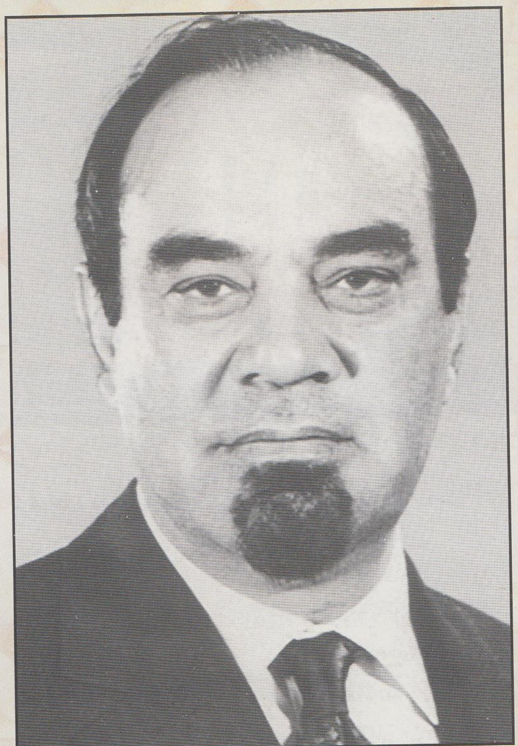
میری لینڈ (یو-ایس-اے) میں جماعت احمدیہ کی بیت الذکر بیت الرحمٰن

ایڈیٹر
نصر اللہ خاں ناصر

نبوت ۱۳۸۱ ہش
نومبر ۲۰۰۲ء



جماعتہائے احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۹۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ امریکہ کے ڈاکٹر صاحبان کے ساتھ (فوٹو: شاہد عباسی جرمنی)



حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب (ایم-ایم-احمد) امیر جماعت احمدیہ یو-ایس-اے (وفات: ۲۳ جولائی ۲۰۰۲ء)

احمدی انصار کی تربیت کے لئے
ماہنامہ انصاراللہ
ایڈیٹر: نصراللہ خاں ناصر

نبوت ۱۳۸۱ ھش - نومبر ۲۰۰۲ء
جلد نمبر ---------------- ۴۳
شمارہ نمبر ---------------- ۱۱

نائبین: پروفیسر محمد اسلم صابر، جاوید احمد جاوید، ریاض محمود باجوہ

اس شمارہ میں

اداریہ صفحہ۲
امام الکلام صفحہ۳
کلام الامام صفحہ۴
عربی منظوم کلام صفحہ۵
فارسی منظوم کلام صفحہ۶
ماہ رمضان کی اہمیت و برکت
از تفسیر کبیر جلد دوم (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی......) صفحہ۷
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بنی نوع انسان سے محبت
عورتوں اور بچوں سے حُسنِ سلوک اور ہمدردی صفحہ۱۰
تحریر: نصراللہ خاں ناصر ایڈیٹر
(نظم) راہ راست مکرم عبدالسلام اسلام صاحب صفحہ۱۵
باب اور بہاء اللہ کے دعویٰ کی اصلیت صفحہ۱۶
از قلم: مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب
ایام رمضان المبارک (نظم) مکرم راجہ نذیر احمد ظفر صاحب صفحہ۲۰
رمضان المبارک اور عبادات از: مکرم جاوید احمد جاوید صاحب صفحہ۲۱
غزل مکرم عبدالکریم قدسی صاحب صفحہ۲۴
ڈپریشن اور ٹینشن کا ازالہ
مکرم میاں عبدالقیوم صاحب ایم اے صفحہ۲۵
فِی مَدْحِ السَّیِّدِ الْمِیرزَا مُظَفَّرْ اَحْمَدْ غُفِرَلَہٗ (نظم)
مکرم شمس الدین سیال صاحب صفحہ۳۰
حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب --- مختصر سوانحی خاکہ
مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب صفحہ۳۱
یادگار ماہ و سال ترجمہ از: مکرم پروفیسر راجہ نصراللہ خان صاحب صفحہ۳۳
جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ
--اہم شخصیات کی تقاریر، پیغامات اور تاثرات
ترجمہ: مکرم عاصم جمالی صاحب جھنگ صدر صفحہ۳۷
مجلس انصاراللہ مقامی کی سالانہ علمی ریلی
(منتظم صاحب تعلیم) صفحہ۴۲
مجلس انصاراللہ کی مساعی صفحہ۴۲
جماعت احمدیہ امریکہ کا ۵۴واں جلسہ سالانہ
رپورٹ مکرم ڈاکٹر خالد احمد عطا صاحب صفحہ۴۷

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

پبلشر: عبدالمنان کوثر
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصاراللہ
دارالصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)
ڈیزائن و کمپوزنگ: صداقت احمد محمود

شرح چندہ (پاکستان)
سالانہ: ------------ ایک سو روپے
قیمت فی پرچہ: ------------ دس روپے

ادار یہ

شفا دے، شفا دے، شفاؤں کے مالک!

ہر احمدی دعا کی تاثیرات پر ایمان رکھتا ہے اور اسے یہ یقین ہے کہ دُعا کی تاثیر آب و آتش ...... کی تاثیر سے بڑھ کر ہے۔ وہ خشک لکڑی کو سرسبز کر سکتی ہے۔ قرآن کریم نے اپنے بندہ کو یہی نوید سنائی ہے کہ میں اپنے بندہ کی پکار سنتا ہوں اس کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ پس میرا بندہ بھی مجھے قبول کرے اور مجھ پر غیر متزلزل پختہ ایمان رکھے۔ اور محض اسباب پر بھروسہ نہ کرے پھر یہ بھی فرمایا کہ وہ مضطر، بے چین اور تڑپ والے دل کی پکار کو ضرور سنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجیب کرشمے ہیں اس کے حضور کوئی بات ناممکن نہیں وہ حیّ و قیوم خدا کُنْ سے جلاء بخشتا ہے کوئی چیز اس کے حیطہ قدرت سے باہر نہیں۔ یہ دعا ہی تھی کہ جس سے آتش نمرود سرد ہوئی اور پانی لشکر فرعون کو غرق کرنے کا موجب بنا۔ یہ دعا ہی تھی جس نے عرب کے بیابان میں ایک انقلاب عظیم برپا کیا جس سے صدیوں کے مُردے زندہ ہو گئے اور یہ دعا ہی ہے جس نے اس دور میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ کو ایک چمکتے ہوئے سورج کی مانند دعا کی تاثیرات دکھا دیں۔

ہمارے پیارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی علالت ہر احمدی کے لئے تشویش و اضطراب کا موجب ہے۔ اس مبارک اور مقدس وجود کی شفایابی کے لئے ہم اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نہایت گریہ زاری کرتے ہوئے قلب حزیں کے ساتھ اپنے رب کریم کو اس کی رحمت کا واسطہ دیتے ہیں۔ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ۔ اے حیّ و قیوم خدا! تیری رحمت کا واسطہ دے کر مدد کا طالب تجھے پکارتا ہوں۔ ہم اس کی عظمت اور حلم کا واسطہ دے کر عرش کے ربّ کریم سے التجا کرتے ہیں اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ جَھْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْکِ الشَّفَاوِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَۃِ الْاَعْدَآءِ کہ اے اللہ! ابتلا کی مشکل سے، بدبختی کی پکڑ سے، تقدیر شر سے اور اپنے اوپر دشمنوں کی ہنسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ پھر ہم اس کی برکتوں اور رحمتوں کی وسعتوں کے طالب یہ بھی پکارتے ہیں اَللّٰھُمَّ ابْسُطْ عَلَینا بَرَکَاتِکَ وَرَحْمَتِکَ وَفَضْلِکَ وَرِزْقِکَ کہ اے اللہ ہم پر اپنی برکتوں رحمتوں اور فضلوں اور رزق کے دروازے کھول دے۔ ہم اپنے رب کریم کو اس کی صفات اور پاکیزہ ناموں کا واسطہ دیتے ہوئے بھی پکارتے ہیں کہ اے اللہ تجھے تیرے طاہر و طیب مبارک اور سب سے پیارے نام کا واسطہ کہ جس کا نام لے کر تجھے پکارا جائے تو تُو دعا قبول کرتا ہے اور جب اس نام کے ساتھ تجھ سے مانگا جائے تو تُو عطا کرتا ہے اور جب اس نام کے ساتھ تجھ سے رحمت طلب کی جاتی ہے تو تُو رحم فرماتا ہے اور جب اس نام کے ساتھ مشکل دور کئے جانے کی التجا کی جاتی ہے تو تُو مشکل دور فرماتا ہے...... آیئے آج ہم اپنے رب کریم کے حضور پُرسوز دعائیں کریں کہ

شفا دے، شفا دے، شفاؤں کے مالک　　　　میرے پیارے آقا کو کامل شفا دے

امام الکلام

روحانیت قائم کرنے والا آدم ثانی

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح خلق کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ فرماتے ہیں:-

''......آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اُتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتبِ ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے اُن سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جب کہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا۔ اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا۔ اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جب کہ لاکھوں انسان شرک اور بُت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے۔ اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت اُن میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے۔ اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا۔ بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا۔ پس بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے۔ بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بے بار و بر نہ رہی۔ اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کے تاخر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوتِ آپ پر ختم ہو گئے اور چونکہ آپ صفاتِ الٰہیہ کے مظہر اتم تھے اس لئے آپ کی شریعت صفاتِ جلالیہ و جمالیہ دونوں کی حامل تھی اور آپ کے دو نام محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی غرض سے ہیں......''

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۶-۲۰۷)

کلام الامام

عورتوں کو غلامی سے نجات دلانے والا نبی ﷺ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... اپنے ایک مضمون عنوان مذکورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان عظیم کا ذکر یوں فرماتے ہیں:-

''......رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے عورتیں ہر ملک میں غلام اور مملوک کی طرح تھیں اور ان کی غلامی مَردوں پر بھی اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتی تھی کیونکہ لونڈیوں کے بچے آزادی کی روح کو کامل طور پر جذب نہیں کر سکتے- اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیشہ سے عورت اپنی خوبصورتی یا خوب سیرتی کے زور سے بعض مَردوں پر حکومت کرتی چلی آئی ہے لیکن یہ آزادی حقیقی آزادی نہ تھی کیونکہ یہ بطور حق کے حاصل نہ تھی بلکہ بطور استثناء کے تھی اور ایسی استثنائی آزادی کبھی صحیح جذبات کے پیدا کرنے کا موجب نہیں ہوسکتی-

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے ہوئی ہے اس وقت تک کسی مذہب اور قوم میں عورت کو ایسی آزادی حاصل نہ تھی کہ اسے بطور حق کے وہ استعمال کر سکے- بے شک بعض ملک جہاں کوئی بھی قانون نہ تھا وہ ہر قسم کی قیود سے آزاد تھے لیکن اسے بھی آزادی نہیں کہا جاسکتا اسے آوارگی کہا جائے گا- آزادی وہ ہے جو تمدن اور تہذیب کے قواعد کو پورا کرتے ہوئے حاصل ہو ان قواعد کو توڑ کر جو حالت پیدا ہو وہ آزادی نہیں کہلا سکتی کیونکہ وہ بلند ہمتی پیدا کرنے کا موجب نہیں بلکہ پست ہمتی پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہے-''

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ان سب ظلموں کو یک قلم مٹا دیا گیا- آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے عورتوں کے حقوق کی نگہداشت خاص طور پر سپرد فرمائی ہے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ مرد اور عورت بلحاظ انسانیت برابر ہیں اور جب وہ مل کر کام کریں تو جس طرح مرد کو بعض حقوق عورت پر حاصل ہوتے ہیں، اسی طرح عورت کو مرد پر بعض حقوق حاصل ہوتے ہیں- عورت اسی طرح جائیداد کی مالک ہوسکتی ہے- جس طرح مرد ہوسکتا ہے اور خاوند کا کوئی حق نہیں کہ عورت کے مال کو استعمال کرے جب تک کہ عورت خوشی سے بطور ہدیہ اس کو کچھ نہ دے- اس سے جبراً مال لینا یا اس طرح لینا کہ شبہ ہو کہ عورت کی حیاء انکار سے مانع رہی ہے نادرست ہے- خاوند بھی جو کچھ بطور ہدیہ اسے دے وہ عورت کا ہی مال ہوگا اور خاوند اسے واپس نہیں لے سکے گا- وہ اپنی ماں اور اپنے باپ کے مال کی اسی طرح وارث ہوگی جس طرح بیٹے اپنے ماں باپ کے وارث ہوتے ہیں ہاں چونکہ خاندانی ذمہ داریاں مرد پر ہوتی ہیں اور عورت پر صرف اپنی ذات کا بار ہوتا ہے اس لئے اسے مرد سے آدھا حصہ ملے گا- اسی طرح ماں بھی اپنے بیٹے کے مال سے اسی طرح حصہ پائے گی جس طرح باپ......''

(مضمون- مندرج انوار العلوم جلد ۱۰ صفحہ ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۶)

عربی منظوم کلام

اِنِّیْ رَاَیْتُ الْوَجْهَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ　　وَجْهٌ کَبَدْرِ اللَّیْلَةِ الْبَلْمَاءِ

میں نے وہ چہرہ دیکھا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ہے- ایسا چہرہ جیسا چودھویں رات کا چاند ہو

هٰذَا رَسُوْلٌ قَدْ اَتَیْنَا بَابَهٗ　　بِمُحَبَّةٍ وَّ اِطَاعَةٍ وَّرِضَاءِ

یہی وہ رسول ہے جس کے دروازے پر ہم آئے ہیں- محبت اطاعت اور رضامندی کے ساتھ

یَالَیْتَ شُقَّ جَنَانِیَ الْمُتَمَوِّجُ　　لِاُرِی الْخَلَائِقَ بَحْرَهَا کَالْمَاءِ

کاش میرا لہریں مارتا ہوا دل چیرا جاتا تا میں لوگوں کو پانی کی طرح اس کا سمندر دکھا دیتا

اِنَّا قَصَدْنَا ظِلَّهٗ بِهَوَاجِرٍ　　کَالطَّیْرِ اِذْ یَاْوِیْ اِلَی الدَّفْوَاءِ

ہم نے دوپہروں کی گرمی میں اس کے سایہ کا قصد کیا ہے اس پرندہ کی طرح جب وہ بڑ کے درخت کی پناہ لیتا ہے-

یَامَنْ یُّکَذِّبُ دِیْنَنَا وَنَبِیَّنَا　　وَتَسُبُّ وَجْهَ الْمُصْطَفٰی بِجَفَاءِ

اے وہ شخص! جو ہمارے دین اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتا ہے اور مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک کو ازراہِ جفا گالیاں دیتا ہے-

اِنَّا نُشَاهِدُ حُسْنَهٗ وَجَمَالَهٗ　　وَمَلَاحَةً فِیْ مُقْلَةٍ کَحْلَاءِ

ہم تو اس کا حسن اور اس کا جمال مشاہدہ کر رہے ہیں اور سرمگیں آنکھوں میں ملاحت بھی

بَدْرٌ مِنَ اللّٰهِ الْکَرِیْمِ بِفَضْلِهٖ　　وَالْبَدْرُ لَا یَغْسُوْا بِلُغْیٍ ضِرَاءِ

وہ بدر ہے خداوند کریم کی طرف سے اور اس کے فضل سے- اور بدر کسی اندھے کی لغو باتوں سے بے نور نہیں ہوتا-

اِنَّا بُرَاءٌ فِیْ مَنَاهِجِ دِیْنِهٖ　　مِنْ کُلِّ زِنْدِیْقٍ عَدُوِّ دَهَاءِ

ہم اس کے دین کے راستوں میں (چلتے ہوئے) ہر زندیق اور عقل کے دشمن سے بیزار ہیں-

نَخْتَارُ اٰثَارَ النَّبِیِّ وَاَمْرَهٗ　　نَقْفُوْا کِتَابَ اللّٰهِ لَا الْاٰرَاءِ

ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار اور احکام کو اختیار کرتے ہیں اللہ کی کتاب کی پیروی کرتے ہیں نہ کہ آراء کی-

(منن الرحمٰن- روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲)

فارسی منظوم کلام

آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید ‌‌ ‌‌ کس ندیدہ در جہاں از مادرے

وہ مہربانیاں جو مخلوق نے اُس سے دیکھیں وہ کسی نے اپنی ماں میں بھی نہیں پائیں

از شراب شوقِ جاناں بیخودے ‌‌ ‌‌ در سرش بر خاک بنہادہ سرے

وہ محبوب کے عشق کی شراب میں بے خود ہے۔ اس کی محبت میں اُس نے اپنا سر خاک پر رکھا ہوا ہے

روشنی از وے بہر قومے رسید ‌‌ ‌‌ نورِ او رخشید بر ہر کشورے

اس سے ہر قوم کو روشنی پہنچی۔ اس کا نور ہر ملک پر چمکا

آیتِ رحماں برائے ہر بصیر ‌‌ ‌‌ حجتِ حق بہرِ ہر دیدہ ورے

وہ ہر صاحب بصیرت کے لئے آیت اللہ اور ہر اہل نظر کے لئے حجت حق ہے

ناتواناں را برحمت دستگیر ‌‌ ‌‌ خستہ جاناں را بہ شفقت غمخورے

کمزوروں کا رحمت کے ساتھ ہاتھ پکڑنے والا اور ناامیدوں کا شفقت کے ساتھ غمخوار

حُسنِ رُویش بہ ز ماہ و آفتاب ‌‌ ‌‌ خاکِ کویش بہ ز مشک و عنبرے

اس کے چہرہ کا حسن شمس و قمر سے زیادہ ہے اور اس کے کوچہ کی خاک مشک و عنبر سے بہتر ہے۔

آفتاب و مہ چہ مے مانَد بدو ‌‌ ‌‌ در دِلش از نورِ حق صد نیّرے

سورج و چاند اس سے کہاں مشابہت رکھ سکتے ہیں اس کے دل میں تو خدائی نور سے سو سورج روشن ہیں

یک نظر بہتر ز عمرِ جاوداں ‌‌ ‌‌ گر فتد کس را برآں خوش پیکرے

ہمیشہ کی زندگی سے ایک نظر بہتر ہے اگر کسی کی اُس پیکر حسن پر پڑ جائے

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ اول روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۸، ۱۹)

ماہ رمضان کی اہمیت و برکت

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الثانی......سورۃ البقرۃ کی آیت شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ .... کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''رمضان کا مہینہ اُن مقدس ایام کی یاد دلاتا ہے جن میں قرآن کریم جیسی کامل کتاب کا دنیا میں نزول ہوا۔ وہ مبارک دن۔ وہ دنیا کی سعادت کی ابتداء کے دن۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکت کے دروازے کھولنے والے دن جب دنیا کی گھناؤنی شکل اُس کے بدصورت چہرے اور اُس کے اذیت پہنچانے والے اعمال سے تنگ آ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں جا کر اور دنیا سے منہ موڑ کر اور اپنے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر صرف اپنے خدا کی یاد میں مصروف رہا کرتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ دنیا سے اس طرح بھاگ کر وہ اپنے فرض کو ادا کریں گے جسے ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے۔ انہی تنہائی کی گھڑیوں میں انہی جدائی کے اوقات میں اور انہی غور و فکر کی ساعات میں رمضان کا مہینہ آپ پر آ گیا۔ اور جہاں تک معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ چوبیسویں رمضان کو وہ جو دنیا کو چھوڑ کر علیحدگی میں چلا گیا تھا اُسے اس کے پیدا کرنے والے اُس کی تربیت کرنے والے اُس کو تعلیم دینے والے اور اُس سے محبت کرنے والے خدا نے حکم دیا کہ جاؤ اور جا کر دنیا کو ہدایت کا راستہ دکھاؤ۔ اور بتایا کہ تم مجھے تنہائی میں اور غارِ حرا میں ڈھونڈتے ہو مگر میں تمہیں مکہ کی گلیوں اور ان کے شور و شغب میں ملوں گا۔ جاؤ اور اپنی قوم کو پیغام پہنچا دو کہ میں نے تم کو ادنیٰ حالت میں پیدا کر کے اور پھر ترقی دے کر اس لئے دنیا میں نہیں بھیجا کہ کھاؤ پیو اور مر جاؤ اور کوئی سوال تم سے نہ کیا جائے۔

آپ اس آواز کو سن کر حیران رہ گئے۔ آپ نے جبرائیل کو حیرت سے دیکھ کر کہا کہ مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ میں تو پڑھنا نہیں جانتا۔ یعنی اس قسم کا پیغام مجھے عجیب معلوم ہوتا ہے۔ کیا یہ الفاظ میرے منہ سے مکہ والوں کے سامنے زیب دیں گے۔ کیا میری قوم ان کو قبول کرے گی اور سنے گی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو متواتر حکم دیا گیا کہ جاؤ اور پڑھو۔ جاؤ اور پڑھو۔ جاؤ اور پڑھو تب آپ نے اس آواز پر اس ارشاد کی تعمیل میں تنہائی کو چھوڑا اور جلوت اختیار کی۔ مگر وہ کیسی مجلس تھی۔ وہ ایسی نہ تھی کہ جس میں ایک دوست بیٹھ کر دوسرے دوست کے سامنے اپنے شکوے بیان کرتا ہے۔ وہ ایسی بھی نہ تھی جس میں دوست اپنے دوست کے خوش کرنے والے حالات سناتا اور اس سے لطف اٹھاتا ہے۔ وہ ایسی مجلس نہ تھی جس میں انسان اپنی ذہنی کوفت اور تھکان دور کرتا ہے۔ وہ قصوں کہانیوں والی مجلس نہ تھی۔ شعر و شاعری کی مجلس نہ تھی۔ وہ ایسی مجلس نہ تھی جس میں مباحثات اور مناظرات ہوتے ہیں بلکہ وہ مجلس ایسی تھی جس میں ایک طرف سے متواتر اور پیہم اخلاص کا اظہار ہوتا تھا تو دوسری طرف سے متواتر اور پیہم گالیاں، دشنام، ڈراوے اور دھمکیاں ملتی تھیں۔ وہ ایسی مجلس تھی جس میں ایک دفعہ جانے

کے بعد دوسرے دن جانے کی خواہش باقی نہیں رہتی۔ وہ ایسی گالیاں اور ایسے ارادے اور ایسی دھمکیاں ہوتی تھیں کہ ایک طرف ان کے دینے والے سمجھتے تھے کہ اگر اس شخص میں کوئی حس باقی ہے تو کل اس کے منہ سے ایسی بات ہرگز نہیں نکلے گی۔ وہ خوش ہوتے تھے کہ آج ہم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان بند کر دی اور دوسری طرف جب خدا تعالیٰ کا سورج چڑھتا تو خدا تعالیٰ کا یہ عاشقِ صادق خدا تعالیٰ کا پیغام مکہ والوں کو پہنچانے کے لئے پھر نکل کھڑا ہوتا۔ پھر تمام دن وہی گالیاں وہی دھمکیاں اور وہی ڈراوے ہوتے تھے اور اسی میں شام ہو جاتی۔ مگر جب رات کا پردہ حائل ہوتا تو وہ سمجھتے کہ شاید آج یہ خاموش ہو گیا ہوگا۔ مگر وہ جس کے کانوں میں خدائی آواز گونج رہی تھی۔ وہ مکہ والوں سے دب کر کیسے خاموش ہو جاتا اگر تو اس کی رات سوتے گزرتی تو بے شک اس پیغام کو بھول جاتا۔ مگر جب اس کی سونے کی حالت جاگنے ہی کی ہوتی تو وہ کیسے بھول سکتا تھا۔ وہ سبق جو دوہرایا نہ جائے بے شک بھول سکتا ہے مگر جب آپ کی یہ حالت تھی کہ جونہی سرہانے پر سر رکھا وہی اِقْرَاْ کی آواز آنی شروع ہو جاتی تو آپ کس طرح اس پیغام کو بھول جاتے۔ پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رمضان ہی میں یہ آواز آئی اور رمضان ہی میں آپ نے غارِ حرا سے باہر نکل کر لوگوں کو یہ تعلیم سنانی شروع کی۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ یعنی رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اترا۔ دوسری جگہ فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰکَ مَالَیْلَۃُ الْقَدْرِ۔ یعنی قرآن لیلۃ القدر میں اتارا گیا ہے۔

رَمَضَان: رَمَضَ سے نکلا ہے جس کے معنے عربی زبان میں جلن اور سوزش کے ہیں۔ خواہ وہ جلن دھوپ کی ہو خواہ بیماری کی۔ اس لئے رَمَضَان کا مطلب یہ ہوا کہ ایسا موسم جس میں سختی کے اوقات اور ایام ہوں۔ اور ادھر فرمایا۔ ہم نے اسے رات کو اتارا ہے۔ اور رات تاریکی اور مصیبت پر دلالت کرتی ہے۔ پس ان دونوں آیتوں میں یہ بتایا گیا ہے کہ الہام کا نزول تکالیف اور مصائب کے ایام میں ہوا کرتا ہے۔ جب تک کوئی قوم مصائب اور شدائد سے دوچار نہیں ہوتی۔ جب تک اُس کے دن راتیں نہیں بن جاتے جب تک وہ بھوک اور پیاس کی شدت سے تکلیف نہیں اُٹھاتی جب تک انسانی جسم اندر اور باہر سے مصیبت نہیں اُٹھاتا اُس وقت تک خدا تعالیٰ کا کلام اس پر نازل نہیں ہوسکتا۔ اور اس ماہ کے انتخاب میں اللہ تعالیٰ نے ...... یہی بتایا ہے کہ اگر تم اپنے اوپر الہامِ الٰہی کا دروازہ کھولنا چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ تکالیف اور مصائب میں سے گذرو۔ اس کے بغیر الہامِ الٰہی کی نعمت تمہیں میسر نہیں آسکتی۔ پس رمضان کلامِ الٰہی کو یاد کرانے کا مہینہ ہے۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس مہینہ میں قرآن کریم کی تلاوت زیادہ کرنی چاہئے۔ اور اسی وجہ سے ہم بھی اس مہینہ میں درس قرآن کا انتظام کرتے ہیں۔ دوستوں کو چاہئے کہ اس مہینہ میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کیا کریں اور قرآن کریم کے معانی پر غور کیا کریں تاکہ ان کے اندر قربانی کی روح پیدا ہو جس کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ بہر حال یہ مہینہ بتاتا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ دنیا فتح کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ غارِ حرا کی علیحدگیوں میں جائے۔ دنیا

چھوڑے بغیر نہیں مل سکتی - پہلے اس سے علیحدگی اختیار کرنی ضروری ہوتی ہے اور پھر وہ قبضہ میں آتی ہے مگر وہ قبضہ جسے الٰہی قبضہ وتصرّف کہتے ہیں- ایک دنیوی قبضہ ہوتا ہے جیسے دجّال کا ہے- اس کے ملنے کا بیشک یہی طریق ہے کہ اپنے آپ کو دنیا کے لئے وقف کر دیا جائے- لیکن جو شخص خدا تعالیٰ کا ہو کر اس پر قبضہ کرنا چاہے وہ اسی صورت میں کر سکے گا جب اسے چھوڑ دے گا- دیکھو ابوجہل نے دنیا کے لئے کوشش کی اور اسے حاصل کیا مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا اور پھر بھی وہ آپ کو مل گئی- بلکہ ابوجہل سے زیادہ ملی- ابوجہل زیادہ سے زیادہ مکہ کا ایک رئیس تھا- مگر آپ زندگی میں ہی سارے عرب کے بادشاہ ہو گئے اور آج ساری دنیا کے شہنشاہ ہیں- غرض جو دنیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی وہ ابوجہل کو کہاں حاصل ہوئی مگر ابوجہل کو جو کچھ حاصل ہوا وہ دنیا کمانے سے ملا- لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ ملا وہ دنیا چھوڑنے سے ملا- پس روحانی جماعتوں کو دنیا چھوڑ دینے سے ملتی ہے اور دنیوی لوگوں کو دنیا کمانے سے ملتی ہے اور رمضان ہمیں توجہ دلاتا ہے کہ اگر تم اپنے مقصد میں کامیاب ہونا چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ پہلے شدائد اور مصائب قبول کرو- راتوں کی تاریکیاں قبول کرو- اور ان چیزوں سے مت گھبراؤ کیونکہ یہی قربانیاں تمہاری کامیابی کا ذریعہ ہیں-''

اللہ تعالیٰ کے قرب ومحبت کی راہ: ''غرض رمضان ایک خاص اہمیت رکھنے والا مہینہ ہے اور جس شخص کے دل میں (دین حق) اور ایمان کی قدر ہوتی ہے وہ اس مہینہ کے آتے ہی اپنے دل میں ایک خاص حرکت اور اپنے جسم میں ایک خاص قسم کی کپکپاہٹ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا- کتنی ہی صدیاں ہمارے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان گذر جائیں- کتنے ہی سال ہمیں اور ان کو آپس میں جدا کرتے چلے جائیں کتنے ہی دنوں کا فاصلہ ہم میں اور ان میں حائل ہوتا چلا جائے لیکن جس وقت رمضان کا مہینہ آتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان صدیوں اور سالوں کو اس مہینہ نے لپیٹ لپاٹ کر چھوٹا سا کر کے رکھ دیا ہے اور ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئے ہیں- بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی قریب نہیں چونکہ قرآن خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اس لئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس تمام فاصلہ کو رمضان نے سمیٹ سماٹ کر ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب پہنچا دیا ہے- وہ بُعد جو ایک انسان کو خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے- وہ بُعد جو ایک مخلوق کو اپنے خالق سے ہوتا ہے- وہ بُعد جو ایک کمزور اور نالائق ہستی کو زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے خدا سے ہوتا ہے وہ یوں سمٹ جاتا ہے وہ یوں مٹ جاتا ہے وہ یوں غائب ہو جاتا ہے جیسے سورج کی کرنوں سے رات کا اندھیرا- یہی وہ حالت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ- جب رمضان کا مہینہ آئے اور میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں کہ میں انہیں کس طرح مل سکتا ہوں تو تو انہیں کہہ دے کہ رمضان اور خدا میں کوئی فرق نہیں- یہی وہ مہینہ ہے جس میں خدا اپنے بندوں کے لئے ظاہر ہوا- اور اس نے چاہا کہ پھر اپنے بندوں کو اپنے پاس کھینچ کر لے آئے- اس کلام کے ذریعہ جو حبل اللہ ہے جو خدا کا وہ رسّہ ہے جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا مخلوق کے ہاتھ میں اب یہ بندوں کا کام ہے کہ وہ اس رسہ پر چڑھ کر خدا تک پہنچ جائیں-'' (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۳۸۱ تا ۳۹۴)

اسوۂ حسنہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بنی نوع انسان سے محبت

عورتوں اور بچوں سے حسن سلوک اور ہمدردی

(۵)

تحریر: نصراللہ خاں ناصر (ایڈیٹر)

قرآن وحدیث کے بیان فرمودہ امور سے یہ واضح کیا گیا ہے کہ معاشرہ میں عورتوں کو کس قدر وقار اور بلند مقام دیا گیا ہے اور انہیں زندگی کے ہر مرحلے میں ترجیح حاصل ہے۔ انہیں باوقار زندگی گزارنے کے لئے وہ حقوق دیئے گئے جو آج کی متمدن دنیا بھی انسانی حقوق کے واویلا کے باوجود اسے محروم رکھے ہوئے ہے۔ محسن اعظمؐ کی ہمدردی اور احسانات کا یہ ثبوت ہے کہ اس طبقہ کو معاشرہ میں بہتر زندگی گزارنے کا حق دیا گیا جس کا مزید تذکرہ یہاں کیا جا رہا ہے۔

۶۔ عورتوں کو مشورہ دینے کا حق:

○ چنانچہ قومی معاملات میں عورتوں کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ خاموش تماشائی اور غیر متعلق نہ رہیں۔ انہیں گھریلو، معاشی، معاشرتی اور قومی امور میں رائے اور مشورہ دینے کا اختیار حاصل ہے۔ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے کا بھی حق رکھتی ہیں۔ شریعت نے عمومی حکم کے ذریعہ ان کے اس حق کو مردوں کے برابر تسلیم کیا ہے اور وہ اپنے محدود اور مخصوص دائرہ میں تحریر وتقریر کے ذریعہ اظہار بھی کرسکتی ہیں۔

○ جہاں تک عورتوں کے ذاتی یا خاندانی مسائل کا تعلق ہے۔ ان میں بھی اختیار رکھتی ہیں اور ایک حد تک آزاد ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوہ عورت اور یتیم لڑکی کی بے سہارگی اور بے بسی کے باعث اسے اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق دیا ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

"لا تنکح الایّم حتّٰی تستأمر ولا تنکح البکر حتّٰی تستاذن۔"

(جامع بخاری کتاب النکاح باب لاینکح الاب وغیرہ البکر والثیب الابرضاھا)

یعنی شادی شدہ عورت کا (بیوہ یا مطلقہ ہونے کے بعد) نکاح اس وقت تک نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اس سے ہدایت اور مشورہ نہ لے لیا جائے اور کنواری لڑکی کا نکاح بھی اس کی رضا کے بغیر نہیں کیا جائے گا۔

○ ایک دوسری روایت میں ہے۔"لا تنکحوا الیتامیٰ حتّٰی تستأمرون" (مسند دار قطنی کتاب النکاح) یعنی یتیم لڑکیوں کا نکاح ان سے مشورہ اور اجازت لینے سے پہلے نہ کرو۔

یتیم لڑکیاں جو اپنے شفیق اور مہربان باپ کے نہ ہونے کی صورت میں بے آسرا ہوتی ہیں وہ ظلم کا شکار ہوسکتی ہیں۔ شریعت نے ان کو بھی رائے اور مشورہ دینے کا حق عطا کیا ہے

○ عورتوں سے ان کی لڑکیوں کے بارہ میں بھی مشورہ کی پابندی لگائی ہے فرمایا: "امرو النساء فی بناتھن" (ابوداؤد کتاب النکاح) کہ ان کی لڑکیوں کے بارہ میں مشورہ لو۔ اس طرح اہم قومی معاملات میں بھی عورتوں کو مشاورت کے ذریعہ اہمیت دے کر ان کو عظمت دی گئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ایک بہت بڑا احسان ہے اور جس کی کہیں اور نظیر نہیں ملتی۔

۷۔ عورتوں کی مختلف حیثیتوں میں ان کا مقام عظمت: عورتوں کی مختلف حیثیتیں نہایت محترم ہیں انہیں بحیثیت ماں، بیٹی، بیوی ایسے حقوق دیئے گئے ہیں جو ان کے مقام عظمت کو ثابت کرتے ہیں۔

(الف) ماں کا مقام عظمت: ایک ماں کی حیثیت سے اسے زیادہ حسن سلوک کا مستحق ٹھہرایا گیا۔ اگرچہ قرآن کریم میں وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا کا ذکر کیا گیا ہے کہ تم والدین کے ساتھ احسان کا سلوک کرو۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس احسان کا مرجع پہلے ماں کو قرار دیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا۔

"جَاءَ رَجُلٌ اِلَی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ؟ قَالَ اُمُّکَ۔ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اَبُوْکَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ الصُّحْبَۃِ؟ قَالَ اُمُّکَ۔ ثُمَّ اُمُّکَ۔ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اَبُوْکَ ثُمَّ اَدْنَاکَ اَدْنَاکَ۔" (بخاری کتاب الادب باب من احق الناس)

ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے؟ آپ نے فرمایا تیری ماں پھر اس نے پوچھا کون؟ آپ نے فرمایا۔ تیری ماں۔ اس نے پھر پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا ماں کے بعد تیرا باپ۔ ایک روایت میں حسن سلوک کا مستحق تین بار ماں کو بتایا گیا پھر باپ کا ذکر کیا اور پھر درجہ بدرجہ قریبی رشتہ داروں کا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کے ساتھ حسن سلوک کا جو یہ ذکر کیا کہ ماں زیادہ حسن سلوک کی مستحق ہے تو یہ اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ماں کے دل میں وہ رحم و کرم ہے جو وہ ایک بچے کی ولادت ماقبل و مابعد اور پھر اس کی پرورش میں تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے گزارتی ہے اور جب اس کی اولاد بڑی ہوتی ہے تو لامحالہ وہ اپنی مشقات کا ازالہ چاہتی ہے اور اپنی اولاد کی طرف دیکھتی ہے ایک ماں کی زندگی کا زیادہ عرصہ بچے کی نگہداشت کے لئے گزرتا ہے تو کیوں نہ وہ زیادہ حسن سلوک کی مستحق ہو۔

○ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ کی وفات تو جلد ہو گئی مگر آپ کی رضاعی والدہ سے حسن سلوک کا پاکیزہ نمونہ آپ کی سیرت کے اس پہلو کو اجاگر کرتا ہے۔ چنانچہ سنن ابوداؤد کتاب الادب میں یہ واقعہ درج ہے۔

(ترجمہ) ''حضرت ابوطفیلؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام جعرانہ میں دیکھا آپ گوشت تقسیم فرما رہے تھے اس دوران ایک عورت آئی تو حضور نے اس عورت کے لئے اپنی چادر بچھا دی اور وہ عورت اس پر بیٹھ گئی۔ مین نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے فَقَالُوْا هِیَ اُمُّهُ الَّتِیْ اَرْضَعَتْهُ کہ یہ حضور کی دودھ پلانے والی ماں ہے۔''

○ حضرت اسامہؓ بیان کرتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ حلیمہ مکہ میں آئیں اور حضور سے مل کر قحط اور مویشیوں کی ہلاکت کا ذکر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ سے مشورہ کیا اور رضاعی والدہ کو چالیس بکریاں اور مال سے لدا ہوا ایک اونٹ دیا۔'' (طبقات ابن سعد جلد اول)

○ ابوسعید الساعدیؓ کی ایک روایت کے مطابق وفات کے بعد حسن سلوک کا ذکر کرتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کا ذکر فرمایا۔ کہ وہ والدین کے لئے دعا کرے ان کے لئے بخشش طلب کرے اور جو انہوں نے کسی سے وعدے کر رکھے تھے انہیں پورا کرے اور ان کے عزیز و اقارب سے صلہ رحمی اور حسن سلوک کرے۔

(خلاصہ روایت۔ ابودائد کتاب الادب باب فی برّ الوالدین)

○ تربیت اولاد میں ماں کو زیادہ فوقیت دی گئی اور اس کو ایسا مقام دیا گیا جو باپ کو حاصل نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔'' اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ (کنزل العامل جلد ۱۶ حدیث نمبر ۴۵۴۳۹) کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

یعنی ماں کی حسن تربیت کے نتیجہ میں تمہیں جنت اور رضائے الٰہی ملے گی یا تمہیں ماں کی خدمت اور اطاعت وفرمانبرداری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو گی۔

(ب) بیٹی کی حیثیت سے عظمت: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کی حیثیت سے بھی اس کی عظمت قائم کی جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ بیٹیوں کے ساتھ ہر معاشرہ میں کوئی اچھا سلوک روا نہ رکھا جاتا تھا۔ قرآن کریم نے ان کے ہر قسم کے حقوق کا تحفظ کیا۔ خصوصاً وراثت میں بحیثیت بیٹی ترکہ کا حصہ دار قرار دیا اگرچہ اس کی مالی ذمہ داریوں کی وجہ سے بیٹے کے مقابلہ میں اسے نصف حصہ دیا گیا۔ جس کی وہ مالک ہے اور وہ حسب ضرورت وحالات استعمال میں لاسکتی ہے۔

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کی حیثیت سے اس پر یہ بھی احسان فرمایا کہ ان کی حسن تربیت کو جنت کا

موجب قرار دیا۔ فرمایا:

"مَن عال ثلاث بناتٍ فاذ بهنّ وَزَ وجهنّ واحسن اليهنّ فله الجنّة۔"

(سنن ابوداؤد کتاب الادب)

یعنی جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ان کو ادب اور سلیقہ سکھایا ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو اس کے لئے جنت ہے۔

○ بعض اوقات بچیوں سے ناگوار حالات پیش آ جاتے ہیں اور وہ طلاق یا بیوگی سے دوچار ہوتی ہیں ایسے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سراقہ بن مالکؓ کو ہدایت فرمائی۔

"قَالَ أَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى اَفْضَلِ الصَّدَقَةِ اِبْنَتُکَ مَرْدُوْدَةٌ اِلَيْکَ لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَيْرُکَ۔" (ابن ماجه۔ ابواب الادب۔ باب بر والد والاحسان الی البنات)

فرمایا کہ کیا میں تمہیں بہترین صدقہ کے بارہ میں نہ بتاؤں۔ تمہاری مطلقہ یا بیوہ بیٹی جس کا تمہارے سوا اور کوئی کمانے والا نہ ہو کی ضروریات کا خیال رکھنا بہترین صدقہ ہے۔

○ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من كانت له، انثٰى ولم يئذها ولم يهنها ولم يُوثر ولده، عليها يعنى الذكور ادخله الله جنّة" (ابوداؤد کتاب الادب مستدرک حاکم جلد ۴)

جس شخص کے لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ درگور کرے نہ اس کے ساتھ حقارت آمیز سلوک کرے اور نہ اسے اپنے لڑکے پر ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

○ حضرت عائشہؓ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔

"من بلى من هذه البنات شيئاً فاحسن اليهنّ كن له، سترا من النّار"

(بخاری کتاب الادب۔ مسلم کتاب البرّ والصّلة باب فضل الاحسان الی البنات)

اللہ تعالیٰ جس شخص کو لڑکیوں کی وجہ سے کچھ بھی آزمائش میں ڈالے اور وہ ان کے ساتھ بہتر سلوک کرے تو وہ اس کے لئے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گی۔

اسی طرح ایک روایت میں دو لڑکیوں کی تا بلوغت پرورش کرنے والے کی مثال اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کا اشارہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں اور وہ (پرورش کرنے والا) اس طرح (جنت میں) ہوں گے۔

(مستدرک حاکم جلد ۴۔ ترمذی)

○ بیٹیوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سلوک سے بھی ان کی عزت و تکریم نظر آتی ہے۔ حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے کس قدر حسن سلوک فرماتے۔

"......كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ اِلَيْهَا فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَ فِي مَجْلِسِهِ۔

وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَهٗ وَاَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا"

(سنن ابو دائود کتاب الادب باب فی القیام)

حضرت فاطمہؓ جب کبھی حضورؐ سے ملنے آتیں تو حضورؑ ان کے لئے کھڑے ہو جاتے ان کے ہاتھ کو پکڑ کے چومتے اور اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتے۔ اسی طرح جب حضورؐ ملنے کے لئے حضرت فاطمہؓ کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں۔ حضورؐ کے دست مبارک کو بوسہ دیتیں اور اپنے خاص بیٹھنے کی جگہ پر حضور کو بٹھاتیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"فانما ابنتی بضعة منی یریبنی مارا بها یوذیبنی ما اذاها"

(بخاری کتاب المناقب۔ مسلم کتاب الفضائل)

میری بیٹی (فاطمہ) میری ہی گوشت پوست ہے جو چیز اس کے لئے باعث تشویش ہو وہ میرے لئے بھی باعث تشویش ہے۔

○ حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ ایک ہم ظہر یا عصر کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے۔ حضرت بلالؓ حضور کو نماز کی اطلاع دے کر نماز کے لئے آنے کی درخواست کر چکے تھے...... اور ہم انتظار میں بیٹھے تھے کہ حضور تشریف لائے۔ حضورؐ نے ابو العاص سے حضرت زینبؓ کی بچی امامہ کو اپنی گردن پر اٹھایا ہوا تھا حضورؐ اسی طرح امامہ کو اٹھائے ہوئے آگے بڑھے اور اپنی نماز کی جگہ پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔ ہم بھی حضورؐ کے پیچھے کھڑے ہو گئے لیکن امامہ اسی طرح حضور کی گردن پر بیٹھی رہی اور اسی حالت میں حضورؐ نے تکبیر کہی...... حضورؐ نے امامہ کو اٹھائے ہوئے قیام کیا اور جب رکوع کرنے لگے تو انہیں گردن سے اتار کر نیچے بٹھا دیا اور پھر رکوع کیا اور سجدے گئے جب سجدوں سے فارغ ہو کر قیام کے لئے کھڑے ہونے لگے تو امامہ کو اٹھا کر پھر اپنی گردن پر بٹھا لیا اور حضورؐ ساری نماز اسی طرح ادا کرتے رہے۔ رکوع کرنے سے پہلے اتار دیتے اور سجدوں کے بعد قیام کے وقت اٹھا لیتے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے۔" (سنن ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ) (جاری)

برائے توجہ خریداران ماہنامہ انصاراللہ: جن احباب کا چندہ ماہنامہ انصاراللہ ختم ہو چکا ہے ان کو بذریعہ خطوط اطلاع دی گئی ہے۔ مگر ابھی تک بہت سے خریداران کی طرف سے نہ چندہ موصول ہوا اور نہ اطلاع براہ کرم سال ختم ہونے سے قبل اپنا چندہ بھجوا دیں تا کہ آپ کے نام رسالہ بدستور جاری رہے۔ (مینیجر)

سخنِ راست

کیا کہیں جز طورِ سینا نُور افشانی نہیں؟
اُس کے جلووں کے بتا کس جا فراوانی نہیں!

کائناتِ نو کی بنیادیں ہوئی ہیں اُستوار
کون کہتا ہے یہ مہدی، آدمِ ثانی نہیں!

خشک ہاؤ ہو سے کب کِھلتا ہے غنچہ عشق کا!
کام کر جا کر میاں! گر آنکھ میں پانی نہیں

رہ سکے سرسبز کیوں کر عشق کا گلزار پھر!
نیم شب گر آنکھ کرتی شبنم افشانی نہیں

ہے دِلوں کو بخشتا نُورِ یقیں اُن کا نفس
جز دمِ عیسیٰ میسّر روحِ ایمانی نہیں

فقر کی اقلیم کا شاید وُہی ہے بادشاہ
بادشہ بن کر بھی جِس میں رنگِ سُلطانی نہیں

بعد مرنے کے وہ کیوں پہنے لباسِ فاخرہ
زندگی میں جس کو حاصل، چاک دامانی نہیں

کر نہیں سکتا کبھی وُہ دردِ انساں کا عِلاج
جِس کے سینے میں مسلسل، دردِ پنہانی نہیں

زُہد و طاعت سے اگر مقصود ہو نام و نمود
لاجرم یہ بُت پرستی ہے، خُدا دانی نہیں

مُنہ کی پھُونکوں سے کہیں گھٹتا ہے نُورِ آفتاب!
تند طُوفانوں سے بجھتی شمعِ یزدانی نہیں

جان و تن کے ہر مرض کا اِس میں پنہاں ہے علاج
درد کیا ہے! جس کا چارہ اشک افشانی نہیں

عشق پرور ہی نہیں ہوں، عشق کا نقاش بھی
مارتے دَم میرے آگے قیسؔ اور مانیؔ نہیں

گوہرِ مقصودِ ہستی سے رہا محروم وہ
جس کے دل میں عشق کی اِسلامؔ طُغیانی نہیں

عبدالسلام اسلامؔ

بسلسلہ قصیدہ حضرت نعمت اللہ ولیؒ

باب اور بہاء اللہ کے دعویٰ کی اصلیّت

از قلم: مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب

بہائی طبقہ کے ایک مضمون نگار نے دو اڑھائی سال قبل ایک مضمون لکھا جس میں فارسی قصیدہ، حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کے حوالہ سے علی محمد باب اور بہاء اللہ کو مہدی اور مسیح ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اس مضمون کے جواب میں ماہنامہ انصار اللہ میں متعدد قسطوں پر مشتمل تفصیلی معلومات شائع کی گئیں۔ جن کا لب لباب یہ تھا کہ باب اور بہاء اللہ کو اہل بہائیت صرف اس مجبوری کے تحت مہدی اور مسیح کے مقام پر بٹھانا چاہتے ہیں تا کہ ایک طرف حضرت بانی جماعت احمدیہؑ کے مقام مہدویت و مسیحیت کی مخالفت کر کے جماعت سے اختلاف رکھنے والے طبقات کی ہمدردیاں حاصل کر سکیں اور دوسری طرف علی محمد باب اور بہاء اللہ کی ان خامیوں اور چیرہ دستیوں پر پردہ ڈال سکیں جو انہوں نے الوہیت کے دعاوی اور دین حق کی منسوخی کے حوالہ سے کر رکھی ہیں۔

ماہنامہ انصار اللہ کے ان تفصیلی مضامین پر ایک عرصہ تک بہائی کیمپ میں خاموشی رہی اور کم و بیش دو سال کا عرصہ گذرنے کے بعد ایک مضمون طبع کیا گیا ہے جس کی کیفیت یہ ٹھہرتی ہے۔

الف ماہنامہ انصار اللہ میں شائع کئے گئے مواد اور دلائل میں سے کسی ایک بات کا بھی مدلل جواب نہیں دیا گیا۔

ب انصار اللہ میں پیش کردہ دلائل سے عاجز آ کر الزام تراشیوں کا رویہ اختیار کیا گیا۔

ج بہائی مضمون نگار نے اپنی تحریر کا وزن بڑھانے کے لئے جماعت احمدیہ کے خلاف ان پرانے گھسے پٹے اعتراضات کا سہارا لیا ہے جن کا جواب ہر پہلو سے جماعت احمدیہ کی طرف سے بارہا پیش کیا جا چکا ہے۔

د انصار اللہ میں شائع شدہ مضامین کے سیاق و سباق کو چھوڑ کر عمداً راست گوئی سے اجتناب کیا گیا ہے اور قارئین میں غلط تاثر قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ر اس مضمون میں بہائی قلمکار نے بعض صریحاً بے بنیاد بلکہ خود تراشیدہ حوالے وضع کئے ہیں اور ان کی آڑ میں اپنا دفاع کرنے کی کوشش کی ہے۔

س جماعت احمدیہ کے لٹریچر سے حوالہ پیش کرنے میں بھی کھلی غلط بیانی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

ص بہائی لٹریچر سے حوالہ پیش کرتے ہوئے بھی معقولیت سے کام نہیں لیا گیا ہے۔ مثلاً

۱ کتاب کا نام دیا ہے تو ایڈیشن نمبر درج نہیں کیا تا کہ ہر دفعہ ایڈیشن میں تبدیلی کرنے کا رستہ کھلا رہے۔

۲ اگر کتاب کا نام اور ایڈیشن ذکر کرتے ہیں تو صفحہ کا ذکر نہیں کرتے۔

گویا ایک حوالہ تلاش کرنے کے لئے ساری کتاب کی ورق گردانی کی جائے۔ تو چونکہ اس محنت میں قارئین کے لئے دقت ہے اس لئے پیش کردہ حوالہ کا پردہ قائم رہ جائے گا۔

۳ جن کتابوں کے حوالے دیئے جاتے ہیں وہ کتابیں کسی بھی بہائی سنٹر پر قارئین کے لئے دستیاب نہیں پھر ان حوالوں کا فائدہ اور وزن کیا ہوا؟

۴ بہائی قلمکاروں کا عظیم کمال یہ بھی ہے جسے قارئین کے سامنے لانا ضروری ہے وہ یہ کہ کسی بھی بہائی کو یہ حتمی علم نہیں کہ بہاء اللہ نے اپنی زندگی میں کتنی الواح لکھیں۔ الواح کے دروازہ کو اس لئے کھلا رکھا گیا ہے کہ جب کوئی دقت یا مشکل پیش آئے تو بہاء اللہ کے نام پر ایک لوح لکھ کر پیش کر دی جائے۔ گویا بہاء اللہ تو دنیا میں نہیں مگر اُن کے نام پر الواح کا سلسلہ جاری ہے۔

یہ چند امور اختصار سے پیش کئے گئے ہیں تا قارئین پر بہائی قلمکار کی ''ذہانت'' آشکار ہو سکے۔ ان جملہ امور کی تائید میں حوالہ جات اگلے صفحات میں سامنے آتے جائیں گے۔

علی محمد کی مہدویت اور بہاء اللہ کی مسیحیت: بہائی قلمکاروں کے سروں پر اسی لئے سوار ہے کہ اس مضمون کی آڑ میں انہیں حضرت بانی جماعت احمدیہ کی مخالفت آسان محسوس ہوتی ہے۔ جب کہ امر واقعہ یہ ہے کہ باب نے اپنی زندگی میں امام مہدی ہونے کا دعویٰ ہی نہیں کیا۔ اس کا ثبوت مضمون نگار کے اپنے پیش کردہ مواد سے ظاہر ہے جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

اسی طرح بہاء اللہ کے دعویٰ الوہیت سے معاشرہ کی توجہ ہٹانے کی غرض سے اُن کو مسیح کا جامہ پہنانے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ جب کہ اُن کا اپنا دعویٰ مسیحیت موجود نہیں اور دعویٰ الوہیت سے صریحاً فرار اور گریز کی وجہ یہ بھی ہے کہ بہاء اللہ کی اپنے دعویٰ کے نتیجہ میں جس قدر بے بسی اور نکبت میں زندگی گزری اس کو سامنے رکھ کر الوہیت کے دعاوی پر یہی مثال صادق آتی ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

جہاں تک علی محمد باب کی ذات کا تعلق ہے وہ اپنی زندگی کے آخری چھ سال قید و بند میں رہے۔ اس کی قید کی حالت میں بہاء اللہ نے باب کو اپنا آلہ کار بنایا اور ایک خاتون قرۃ العین کو ساتھ شریک کیا کہ وہ علی محمد باب کے نام پر شریعت

اسلامیہ کی منسوخی کا اعلان کر دے- یہ اعلان بدشت کانفرنس میں کروایا گیا- جہاں بہاء اللہ موجود ہونے کے باوجود کانفرنس میں خود شریک نہیں ہوئے- علی محمد باب جیل میں پڑا تھا اور اس کے نام پر قرۃ العین سے شریعت اسلامیہ کی منسوخی کا اعلان کروایا- گویا اس سارے ''کارنامے'' کا ریموٹ کنٹرول بہاء اللہ کے ہاتھ میں تھا نام باب کا استعمال کیا اور موقع پر اعلان ایک خاتون سے کروایا گیا-

علی محمد باب نے جو جیل میں بے بسی کی حالت میں تھے ان کے لئے بہاء اللہ کا آلہ کار بننے سے انکار ممکن نہیں تھا- لیکن بعد ازاں موقع ملنے پر علی محمد باب نے یہ واضح اعلان کیا کہ البیان (نئی شریعت کی کتاب) تمام تر مجھ پر بہاء اللہ نے نازل فرمائی ہے- بہاء اللہ نے علاوہ ازیں باب کی اس قید و بند کی حالت میں یہ پیشگوئی بھی کروائی کہ میرے بعد بہاء اللہ من یظہرہ اللہ کے مصداق بن کر ظاہر ہوں گے- ادھر بہاء اللہ نے باب کے قتل ہو جانے کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ علی محمد باب کی شرعی کتاب (البیان) جو اسلامی شریعت کو منسوخ کرنے کے لئے تیار کی گئی تھی اسے منسوخ کر دیا- کیونکہ بہاء اللہ کے دو مقصد علی محمد باب کے ذریعہ پورے ہو گئے تھے-

اول   شریعت اسلامیہ کی منسوخی

دوئم   بہاء اللہ کے مستقبل کی حیثیت بطور من یظہرہ اللہ

اس ساری کارروائی میں علی محمد باب کی مہدویت کا کیا دخل ہے- چنانچہ بہائی مضمون نگار نے خالصتاً اس اعتراض کے جواب میں کہ باب کا دعویٰ مہدویت نہ تھا- جو حوالے پیش کئے ہیں- ان میں علی محمد باب کی کتاب ''البیان'' سے کوئی حوالہ پیش نہیں کر سکے- باب کے بعد کی کتابوں میں جو حوالے درج کئے ہیں ان کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کتابیں کس نے لکھیں- کہاں لکھیں کب شائع ہوئیں- کہاں دستیاب ہیں اور ان کتابوں کے کتنے صفحات ہیں- مثلاً دلائل سبع، کتاب الاسماء، کوئی کہاں سے ان کو تلاش کرے لیکن بعد کی کتابیں اگر مل بھی جائیں تو علی محمد باب کے دعویٰ مہدویت میں ان کا کیا تعلق ٹھہر سکتا ہے- سوال تو بنیادی یہ ہے کہ اگر علی محمد باب نے اپنی زندگی میں امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو اس کا ثبوت دیا جاوے- باب کی ایک ضخیم کتاب البیان تو دنیا کے سامنے پیش کی گئی- مگر کیا باب کو یہ کتاب تحریر کرتے وقت علم نہ تھا کہ وہ امام مہدی ہے تا وہ اپنے قلم سے اس کا ذکر کر دیتے- بعد کی کوششیں تو ''مشتے بعد از جنگ یاد آید'' کی مصداق ہیں-

ان حوالوں میں ایک حوالہ حقیقۃ البابیہ والبھایہ کے حوالہ سے درج کیا گیا ہے- لیکن حسب عادت حوالہ نامکمل درج کیا ہے اور اصل حقیقت کو چھپانے کی کوشش کی ہے- اس حوالہ میں ظاہر یہ کیا گیا ہے کہ 'علی محمد باب نے مکہ کا سفر اس غرض سے اختیار کیا کہ اپنی مہدویت کا اعلان کریں- اسی حوالہ کی اگلی سطر میں جس کو مضمون نگار عمداً چھپا گئے ہیں صاف درج ہے کہ اکثر محققین کی رائے یہ ہے کہ باب نے یہ سفر کرنے کا ارادہ چھوڑ دیا تھا اور مکہ کی بجائے مسقط کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں باب کا یہ ذکر موجود نہیں کہ اپنے مہدی ہونے کا اعلان کیا ہو- اگر مسقط کے سفر میں اپنے مہدی ہونے کا باب نے

اعلان کیا ہوتا تو بہائی مضمون نگار کو وہ حوالہ پیش کرنا چاہیے تھا۔ لیکن چونکہ باب نے مہدویت کا اعلان نہیں کیا تھا اس لئے بہائی مضمون نگار حیلے بہانے بنا کر باب کی مہدویت پیش کر رہے ہیں۔ یہی دیگر حوالہ جات کی کیفیت بھی ہے۔ اور ہمارا موقف یہ ہے کہ باب کی ہلاکت کے بعد اگر کسی دور میں بہائیوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے باب کی مہدویت سے متعلق قلمی کاوش کی ہے تو یہ ایک صریحاً جعل سازی ہے جس کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

حضرت امام مہدیؑ کی شخصیت ایسی نہیں کہ

۱ اس کو زندگی میں خود علم ہی نہ ہو کہ وہ مہدی کے منصب پر فائز ہے۔

۲ ایک ضخیم کتاب اس کی طرف منسوب ہو اور بہائی قلمکار اس کتاب کے حوالہ سے باب کی مہدویت پیش کرنے سے عاجز ہو۔ وجہ ظاہر ہے کہ باب کی ''البیان'' میں دعویٰ مہدویت بہائیوں کے ہاتھ نہیں لگا۔

۳ شریعت اسلامیہ کی رو سے ہرگز کسی ایسے امام مہدی کی پیش خبری یا انتظار اور تلاش ثابت نہیں ہوتی جس نے آکر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت حقہ پر تبر چلانا ہو۔

۴ اُمتِ مسلمہ ہرگز کسی ایسے امام مہدی کی منتظر نہیں رہی جس کو قدرت کی طرف سے اس طور پر نظر انداز کر دیا گیا ہو کہ وہ جیلوں کی قیدیں کاٹے اور پھر نہایت بیدردی سے گولیوں کی بوچھاڑ کر کے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس بے چارے کی بنائی ہوئی شریعت کو اسکا اپنا موعود منسوخ ومتروک بنادے۔

۵ امام مہدی کے بارے میں جہاں دیگر بہت سی تفصیلی علامات قرآن وحدیث میں مذکور ہیں وہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فیصلہ کن فرمان سنا دیا تھا۔ کہ ہمارے سچے امام مہدی کی سچائی کی آسمانی شہادت یہ ہوگی کہ اس کی تائید وصداقت کے لئے رمضان کے مبارک مہینے میں سورج اور چاند کے گرہن کے نشان اللہ تعالیٰ ظاہر فرمائے گا۔ جب کہ باب ایک طرف خدا تعالیٰ کی تائید وحفاظت سے محروم ہے دوسری طرف اس آسمانی شہادت کو خدا تعالیٰ نے ان کے نصیب نہیں کیا اور جب اللہ تعالیٰ کسی کی تائید کے لئے آسمانی نشان ظاہر نہیں کرتا تو بہائی جتنا چاہیں جتن کرلیں باب کی مہدویت ثابت نہیں ہوتی۔

۶ سورج، چاند گرہن کا نشان بہائی دنیا کے لئے موت سے کم نہیں۔ اس لئے قصیدہ شاہ نعمت اللہ ولی میں سورج چاند گرہن والے حصہ کو بہائیوں نے کلیتاً پس پشت ڈال رکھا ہے۔

پس مندرجہ بالا امور سے بہائیوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ وہ علی محمد باب کی مہدویت کو قیامت تک جعلی اور فرضی دلائل سے ثابت نہیں کر سکتے۔ کاش کہ وہ عقل وانصاف سے کام لیں۔ (جاری)

ایّام رمضان المبارک

قلب و روح کی بہار کے دن ہیں
یہ ملاقات یار کے دن ہیں

رحمتِ عالمینؐ نے بتلایا
رحمت کردگار کے دن ہیں

بھوکے پیاسے تلاش میں نکلے
خاص دیدارِ یار کے دن ہیں

عاشقوں کے قریب ہے معشوق
عشق کے کاروبار کے دن ہیں

نور ہی نور کا سماں ہر سو
نور کے انتشار کے دن ہیں

ہو گئی سرد خواہشِ دنیا
دیں کے شوق و خمار کے دن ہیں

استجابت پکارتی ہے کھڑی
یہ دعا و پکار کے دن ہیں

وجد میں روح ، دل میں مستی ہے
آج کل روزہ دار کے دن ہیں

سوزو سازو سرور و لذت و شوق
دیدۂ اشکبار کے دن ہیں

رحمتوں کا شمار کیا کیجے
رحمتِ بے شمار کے دن ہیں

درسِ قرآنِ عالمی کے دن
دین کے افتخار کے دن ہیں

درس کی مجلسیں ہیں گھر گھر میں
ایم ٹی اے پر بہار کے دن ہیں

محلوں والوں کو کون سنتا ہے
اک غریب الدّیار کے دن ہیں

عید ملیّ بھی عید ذاتی بھی
عید کی انتظار کے دن ہیں

راجہ نذیر احمد ظفرؔ

رمضان المبارک اور عبادات

از: مکرم جاوید احمد جاوید صاحب

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے اس ماہ کا عبادات سے گہرا تعلق ہے اور اس کی ان عبادات سے ہی رمضان کی برکات کا حصول ممکن ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

(ترجمہ) ''رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے۔ جس میں قرآن (کریم) اُتارا گیا۔ وہ قرآن جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے۔ ایسے دلائل جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی قرآن میں الٰہی نشانات ہیں۔ اس لئے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو اس حال میں دیکھے کہ نہ مریض ہو نہ مسافر اسے چاہیئے کہ وہ اس کے روزے رکھے۔ جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو۔ تو اس پر اور دنوں میں تعداد پوری کرنی واجب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تنگی نہیں چاہتا۔ یہ حکم اس نے اس لئے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو۔ اور تا کہ تم تعداد کو پورا کرلو اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے اور تا کہ تم اس کے شکر گذار بنو۔''

(سورۃ البقرہ آیت: ۱۸۴)

رمضان کے نام میں حکمت: قبل از نزول قرآن اس مہینہ کا نام ''ناتق'' ہوا کرتا تھا۔ اس میں روزوں کی فرضیت کی مناسبت سے رمضان نام رکھا گیا۔ یہ رمض سے نکلا ہے۔ جس کے معنے عربی زبان میں جلن اور سوزش کے ہیں۔ خواہ وہ جلن دھوپ کی ہو یا بیماری کی اس لئے رمضان کا مطلب یہ ہوا کہ ایسا موسم جس میں سختی کے اوقات اور ایام ہوں رمضان میں چونکہ روزہ رکھنے سے ایمان والوں کو سختی اور تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے اس لئے اس مہینہ کا یہ نام ہوگیا۔

رمضان المبارک کی عبادات: رمضان المبارک کی سب سے اہم عبادت روزہ ہے۔ جس کے بارہ میں ارشاد ربانی ہے کہ جو کوئی صحت اور قیام کی حالت میں اس مہینہ کو پائے وہ اس کے روزے رکھے۔ روزہ کے لئے عربی زبان میں صوم کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جس کا لغت میں معنی رکنا اور کوئی کام نہ کرنا کے ہیں۔ شرعی اصطلاع میں طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک عبادت کی نیت سے کھانے پینے اور مرد و عورت کے جنسی تعلقات سے رکے رہنے کا نام صوم یا روزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں فرماتا ہے کہ رات کے وقت کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہیں سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے یعنی طلوع فجر ہو جائے۔ تو اس کے بعد رات آنے تک سارا دن روزہ کی تکمیل میں لگے رہو۔ خدا کی خاطر اور اس کی رضا کے حصول کے لئے کھانے پینے اور جنسی خواہش جیسے جائز امور سے رکنے کا حکم ناجائز باتوں اور برائیوں سے بچنے کے لئے بطور علامت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: - کہ ''جو شخص روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی اللہ تعالیٰ کو کیا حاجت ہے۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: کہ ''تیسری بات جو...... رکن ہے۔ وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہیئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے۔ دوسری روٹی کو حاصل کرے۔ جو روح کے لئے تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے۔ انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں۔ روزے کا زور جسم پر ہے۔ اور نماز کا زور روح پر ہے نماز سے ایک سوز و گداز پیدا ہوتی ہے اس واسطے وہ افضل ہے روزے سے کشوف پیدا ہوتے ہیں۔'' (تفسیر سورۃ البقرہ از حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۲۵۹-۲۵۸)

''شهر رمضان الذی انزل فیه القران یہی ایک فقرہ ہے۔ جس سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیوں نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے۔ اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔'' (ایضاً صفحہ ۲۶۴)

نوافل۔ تہجد و تراویح: نماز کی فرضیت کے ساتھ رمضان کے تعلق میں ایک عبادت نوافل ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑی باقاعدگی سے نوافل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی تلقین فرماتے اور اپنے عمل کے ذریعہ صحابہؓ کو اس کا نمونہ دکھایا۔ رمضان میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نوافل ادا کرتے دیکھا تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے بھی آپ کی اقتداء شروع کر دی اور دیکھتے دیکھتے تیسرے دن اتنی کثرت سے اکٹھے ہو گئے کہ سمانے مشکل ہو گئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ نوافل کی امامت کے لئے تشریف نہیں لائے اور یہ ارشاد فرمایا کہ میں اس وجہ سے نہیں آیا کہ کہیں تم لوگ اس کو فرض کے برابر ہی نہ سمجھ لو۔ حضرت عمرؓ نے ان نوافل کو امام کی اقتداء میں باقاعدہ پڑھنے کا طریق کمزور لوگوں کے لئے جاری فرما دیا۔ عشاء کے بعد جو نوافل رمضان میں ادا کئے جاتے ہیں نماز تراویح کہلاتے ہیں۔ اس میں قرآن کریم سننے اور سنانے کا اہتمام ہوتا ہے۔ اصل نماز تہجد ہے جو فجر سے قبل ادا کی جاتی ہے۔ نماز تراویح اور نوافل کا خاص تعلق رمضان سے ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل اس بارہ میں آٹھ نوافل اور تین وتروں کا تھا۔

اعتکاف: ایک عبادت اعتکاف ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کا آخری عشرہ مسجد میں معتکف ہو جایا کرتے تھے اور آپ کی پیروی میں بعض اصحاب بھی اعتکاف کی عبادت کیا کرتے تھے اور یہ عبادت رمضان میں سنت کے طور پر جاری ہوئی اس میں معتکف کا ذکر الٰہی اور دعاؤں میں مشغول رہنا ضروری ہے اور دنیوی اشغال سے کنارہ کشی کرنا ہے۔

روزہ کے ساتھ دیگر لوازمات: ذکرِ الٰہی کے ساتھ تلاوت قرآن کریم کی بڑی اہمیت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں پورے قرآن کریم کی تلاوت فرماتے۔ حضرت جبرائیل ہر سال رمضان میں آپ کو قرآن کریم دہرایا کرتے تھے۔ آخری رمضان میں دو مرتبہ دہروایا گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سنت میں امت میں بھی قرآن کریم کی تلاوت بڑی کثرت سے رائج ہے اور یہ رمضان کا ایک ضروری حصہ ہے۔ جماعت اس کے لئے باقاعدہ اہتمام کرتی ہے۔ ہر جگہ اس کے درس کا انتظام ہوتا ہے اور انفرادی طور پر بھی کثرت سے رمضان میں تلاوت قرآن کریم ہر احمدی کے لئے ضروری ہے۔ ایم ٹی اے کے پروگرام بھی اس سلسلہ کی ایک مفید صورت ہے۔

فطرانہ اور صدقات: رمضان کے تعلق میں ایک خاص مالی عبادت بھی ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر جسے عرف عام میں ''فطرانہ'' کیا جاتا ہے۔ یہ تمام ایمان لانے والوں خواہ نومولود ہو پر واجب کیا ہے کہ نماز عید سے پہلے پہلے ادا کرے اس کی فی کس شرح کا اعلان ہر سال نظام جماعت کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ اس کے مطابق شروع رمضان سے ہی ایک نظام کے تحت فطرانہ وصول کیا جاتا ہے۔ اور عید الفطر سے کئی روز قبل مستحقین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت احادیث میں بیان ہوئی ہے کہ آپ تیز آندھی سے بھی زیادہ رمضان میں سخاوت کیا کرتے تھے اور ضرورتمندوں کی ضروریات کو پورا فرماتے تھے۔

نظام جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امام وقت کی ہدایت کے مطابق ضروریات دین کے لئے وقتاً فوقتاً جو تحریکات ہوتی ہیں ان کے علاوہ مستقل جاری تحریکات پر بھی اس مبارک مہینہ میں خاص توجہ دینی چاہیئے۔

عبادت کے وسیع تر مفہوم کے پیش نظر قرآن کریم کے جملہ احکامات پر عمل کرنے کی مشق کا مہینہ رمضان ہے کہ ہر ایمان لانے والا شخص رمضان میں خاص طور پر قرآن کریم کو نہایت غور سے تلاوت کرے اور اس میں جو احکامات اور نواہی بیان ہوئے ہیں ان تمام پر عمل کرنے کی سعی کرے کہ یہ مہینہ اس کے لئے سازگار ماحول پیدا فرماتا ہے اور درحقیقت یہ مہینہ اپنے اندر روحانی بہار رکھتا ہے جو ایک صاحب ایمان کے اندر ایک عظیم انقلاب پیدا کرنے کا موجب ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

غزل

سکونِ قلب کی دولت ہے ایسی شئے لوگو
جو قیمتاً نہیں ملتی کہیں سے اے لوگو

فریبِ فکر و نظر سے یا زورِ بازو سے
دلوں کے فاصلے ہوتے نہیں ہیں طے لوگو

ہوائے عدل سے محروم ہے چمن دل کا
عجیب صورتِ حالات اب کے ہے لوگو

اب اس کو میکدہ کہنا عجیب لگتا ہے
جہاں نہ ساقی نہ جام و سُبو نہ مَے لوگو

اگر رقم نہ کریں گے تو ہم بھی مُجرم ہیں
جو ہم پہ حادثے گذرے ہیں پَے بہ پَے لوگو

ہزار ظلم ہو لیکن یہ دھیان میں رکھنا
جو صبر کرتا ہے ہوتی ہے اس کی جَے لوگو

عبدالکریم قدسی

ڈیپریشن اور ٹینشن (Depression & Tension) کا ازالہ

قناعت، جذبہ شکر، صدقہ وخیرات، پرسوز دعاء

از: مکرم میاں عبدالقیوم صاحب ایم - اے

گذشتہ صدیوں میں سائنس کی حیرت انگیز ایجادات نے انسانی زندگی کو بہت آرام دہ بنا دیا ہے- اس کے ساتھ صنعتی انقلاب کی وجہ سے ان سائنسی ایجادات اور عیش وعشرت کے سامانوں کا حصول بھی بہت آسان ہو گیا- طرفہ یہ کہ کارل مارکس نے محض جسمانی آرام وآسائش کا حصول ہی اس زندگی کا مقصد وحید قرار دیا ہے تو دوسرے یہودی الفریڈ فرائڈ نے مادی وجنسی لذات کو زندگی کا بنیادی محور قرار دیا ہے- اس طرح دنیا میں اخلاقی انقلاب عظیم برپا ہوا- ان فلسفیانہ نظریات کے نتیجہ میں مغربی اقوام میں زندگی کا مقصد وحید ہی مادی لذات کا حصول بن گیا- لیکن ہم حیرت سے دیکھتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد ہی ان عیش وعشرت کے سامانوں کی طرف اور سفلی لذات کی ہر طرح کی آزادی کے باوجود یہ حقیقت ابھر کر سامنے آئی کہ جو اصل مقصود تھا یعنی ذہنی اور قلبی سکون- وہ تو معاشرہ میں کم سے کم ہوتا جا رہا ہے- صدیوں پرانی مستحکم روایات اور اخلاقی اصول جن میں اصل اور بنیادی اہمیت انسان کو دی گئی تھی وہ قصہ پارینہ بننے شروع ہو گئے- اطمینانِ قلب اور ذہنی سکون کی جگہ افسردگی، مایوسی اور ذہنی تناؤ نے لے لی- یہ عجیب تماشا اور عبرت کی جگہ ہے کہ وہ سامان جو انسان کے آرام وسکون کے لئے وضع اور جمع کئے گئے تھے- آہستہ آہستہ وہی انسان کے سکون کی دولت کو لوٹنے کا موجب بن گئے اور انسان پہلے سے بھی زیادہ دکھی ہو گیا- مزید بدقسمتی یہ ہے کہ جن اقوام میں سامان تعیش کی فراوانی اور اخلاقی پابندیاں ٹوٹ چکی ہیں انہیں افسردگی اور ذہنی تناء بھی زیادہ ہے- ان بیماریوں کے علاج پر اربوں ڈالر خرچ کئے جا رہے ہیں لیکن ان ذہنی بیماریوں کا سیلاب ایسا زوردار ہے کہ ہزار کوششوں کے باوجود رکنے میں نہیں آ رہا-

اب جہاں تک ظاہری بیماری کے علاج کا تعلق ہے تو خدا نے ہر بیماری کا علاج رکھا ہے تاہم ظاہری علاج کے ساتھ خالق حقیقی نے روحانی علاج بھی رکھے ہیں جو اپنی افادیت میں کسی طور سے کم نہیں- سو اس مضمون میں قرآنی روحانی علاج کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے- یہ اصولاً دو قسم پر ہیں- ایک قناعت، شکر الٰہی اور صدقہ وخیرات دوسرا پرسوز دعا یعنی آنکھ کا پانی-

قناعت - شکرِ الٰہی: یہ دنیا ایسی رزم گاہ ہے جہاں ہر چیز بہتر سے بہتر مل سکتی ہے اور کسی مقام پر نہیں کہہ سکتے کہ اس سے بہتر اور کوئی نہیں- دنیا کے کسی مکان کے متعلق یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ اس سے بہتر اور کوئی نہیں- کسی کام کے متعلق یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکا کہ اس سے بہتر اور کوئی نہیں- یہی حال دنیا کی دوسری چیزوں کا ہے- دوسری طرف انسانی فطرت بہترین کی تلاش میں ہے اب یہ دو حقیقتیں متوازی چل رہی ہیں- ایک یہ کہ کسی دنیوی نعمت کو آخری نہیں کہا جا سکتا- کیونکہ

بہتر سے بہتر معرض وجود میں آتی جا رہی ہے- دوسری یہ کہ انسانی فطرت بہترین کی متلاشی ہے- اس نے اگر انسانی خواہشات کو بے لگام چھوڑ دیا جائے تو وہ ایک نہ بجھنے والی آگ کی شکل اختیار کر لیتی ہیں- بنابریں عقل ہی راہ نمائی کرتی ہے کہ جو حاصل ہے اس پر قناعت اختیار کی جائے اور جو حاصل نہیں نہ اس کی طرف دیکھا جائے اور نہ اس کی شدید خواہش کی جائے- قناعت اپنی ذات میں اتنی بڑی دولت ہے جس کی قیمت کا کوئی حد و شمار نہیں- اس سے کم یہ تو ضرور ہوگا کہ وہ آگ جو ہر وقت ھَل مِنْ مَزِيْدٍ کی صورت میں قلب انسانی پر مستولی رہتی ہے وہ بجھی رہے گی نتیجۃً انسان سکون میں رہے گا-

دوسرا پہلو قناعت کا یہ ہے کہ جب انسان خدا کی عطا کردہ نعماء پر قانع ہو جائے گا تو ویسی نعماء کو وہ سنبھال کر رکھے گا- انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھے گا اور وہی اسے اچھی لگنی شروع ہو جائے گی- تب اس کے دل میں مزید شکر بھی پیدا ہوگا اور شکر میں یہ خاصیت چھپی ہوئی ہے کہ وہ محسن اور معطی کے لئے جذبات محبت پیدا کر دیتا ہے اس لئے خدا کا یہ وعدہ ہے کہ وہ شکر کرنے والے اور اس سے محبت کرنے والی کی نعماء میں برکت ڈالے گا اور اسے بڑھاتا چلا جائے گا یہ خدائی وعدہ یقینی اور قطعی ہے- جب کہ اللہ جل شانہ' فرماتا ہے وَإِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (ابراھیم:۸) جب تمہارے رب نے یہ اعلان کیا کہ اے بنی آدم اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یاد رکھو میرا عذاب بھی سخت ہوگا- اس آیت میں دو فرمان جاری کئے گئے ہیں- ایک جو بھی تمہارے پاس کسی قسم کے نعماءِ الٰہی ہیں- مثلاً صحت، والدین کا وجود، بیوی بچوں کا وجود دیگر عزیزوں رشتہ داروں کا وجود، علم، مال، لباس، گھر، گھر کا سامان، کھانا پینا وغیرہ- اگر تم ان پر خدا کا شکر ادا کرو گے تو میں ضرور انہیں بڑھتا چلا جاؤں گا- انہیں بہتر سے بہتر کرتا جاؤں گا- ان میں برکت رکھ دوں گا- ان سے تمہیں خوشی اور سکون ملے گا اور اگر ان پر ناشکری کرو گے- خدا اور اپنی قسمت و تقدیر کو کوستے رہو گے- تب میں ان سے برکت اٹھا لوں گا- تمہیں ان سے راحت اور سکون نہ ملے گا- بر وقت تمہارے اندر ایک آگ سلگتی رہے گی- یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر ہر مذہب و ملت گواہ ہے- یہ ایک ازلی ابدی قانون خداوندی ہے- اس میں ہم کہیں بھی تبدیلی نہ پائیں گے کیونکہ یہ اس خدا کا جاری کردہ ہے جس کے قبضہ میں زمین و آسمان کے تمام خزانے ہیں- بدقسمت انسان قانون کو چھوڑ کر محض اپنی طاقتوں پر بھروسہ کرتا ہے- دوسروں کے سامان اور خوشیاں دیکھ کر حسد کرتا ہے اور ہر جائز و ناجائز طریق سے انہیں حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن جب کامیاب نہیں ہوتا تب حسرت اور یاس والم کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے اور یہی اس دنیا کا جہنم ہے جسے وہ خود پیدا کرتا ہے-

پھر شکر الٰہی میں خاصیت یہ بھی ہے کہ اس سے دل میں خود بخود محبت الٰہی کی نورانی چنگاری سلگنے لگتی ہے اور انسان دیکھتے ہی دیکھتے خدا کا قرب حاصل کرتا جاتا ہے- قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اپنے شاکر بندوں کا بہت شفقت سے یوں ذکر فرماتا ہے:

"اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا- وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ

اِجْتَبٰہُ وَھَدٰلہُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ O وَاٰتَیْنٰہُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَاِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَO" (النحل: ۱۲۱-۱۲۳)

(ترجمہ) یقیناً ابراہم اپنی اکیلی ذات میں ہی ایک عالم تھا جو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار اور اس کی طرف جھکا رہتا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا وہ تو اللہ تعالیٰ کے انعامات کا ہر وقت شکر کرنے والا تھا- اسی لئے خدا نے اسے چن لیا برگزیدہ کیا اسے سیدھی راہ پر چلایا- ہم نے اسے اسی دنیا میں حسنات سے نوازا اور آخرت میں بھی وہ صالحین میں شمار ہوگا-

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اِعْمَلُوْآ اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا- وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُO" (سباء: ۱۴)

ہم نے کہا اے آل داؤد وہ اعمال بجالاؤ جن سے خدا کے شکر کا اظہار ہوتا- اور میرے بندوں میں بہت کم ہیں جو میرے شکرگزار ہیں- اس حصہ آیت میں دو امور بیان ہوئے ہیں- ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ حضرت داؤد کے خاندان کو خاص طور پر شکر کرنے اور ایسے اعمال بجالانے کا حکم دیا جن سے شکر الٰہی ظاہر ہوتا ہو- دوسرا یہ کہ وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ- اس حصہ آیت میں اللہ تعالیٰ افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ میرے بندوں میں بہت تھوڑے شکرگزار بنتے ہیں- یہاں لفظ "عباد" استعمال نہیں ہوا بلکہ "عبادی" یعنی میرے بندے کا کیا گیا ہے- اس میں اسی بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ غیروں کو تو چھوڑو وہ لوگ جو اپنے آپ کو میری طرف منسوب کرتے میرے احکام پر عمل کرتے اور میری عبادت کرتے ہیں ان میں بھی میرے شکرگذار بندے بہت تھوڑے ہیں-

اسی طرح قرآن مجید میں اور بہت سی آیات ایسی ہیں جن میں خدائی انعامات اور افضال کا کثرت سے ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ سورہ رحمٰن میں یہ مشہور آیت ہے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِO کہ اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کی ناشکری کرتے چلے جاؤ گے وہ تو لاانتہاء ہیں اور مقصد یہ ہے کہ انسان خدا کا شکر ادا کرے جس کے نتیجہ میں وہ اس دنیا میں حسنہ حاصل کر سکے اور نفرت میں بھی حسنات کا وارث بن سکے پر وائے افسوس بہت تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں-

صدقہ وخیرات: یہاں ال داؤد کو ایسے اعمال بجالانے کا ارشاد ہوا ہے جو شکر الٰہی پر دال ہوں- یہ ایک علمی مضمون ہے- مختصراً یہ کہ خدا کے شکر کے اظہار میں صدقہ وخیرات کرو- غریبوں اور مسکینوں کے کام آؤ- یتیموں اور بیواؤں کی پناہ گاہ بنو- جو بھی خدا نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے خدا کی مخلوق پر خرچ کرو- اگر علم ہے تو علم دو- دولت ہے تو دولت دو جسمانی طاقتیں ہیں تو ان سے دوسروں کی مدد کرو- اور اگر کچھ بھی نہیں کر سکتے تو بستر پر لیٹے لیٹے ذکر الٰہی کے ساتھ خدا کی مخلوق کے لئے دعائیں کرو- سب کی بھلائی چاہو- خدا کے ہاں مقدار سے فیصلے نہیں ہوتے بلکہ کیفیت اور نیت کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں- تمام مذاہب، انبیاء وصلحاء کا یہ تجربہ ہے کہ خدا کے شکر کو مدنظر رکھتے ہوئے خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے کبھی کمی نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ زیادتی ہوتی ہے اور دلی سکون کی نعمت اس سے زائد ہے- اس لئے جس نے اپنی حسنات کو بڑھانا ہے اور

سکون حاصل کرنا ہے اس کے لئے یہ بہت آزمودہ نسخہ ہے۔

''اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما''

پُرسوز دعا (آنکھ کا پانی): افسردگی، مایوسی اور ذہنی تناؤ سے نجات پانے کا ایک ذریعہ آنکھ کا پانی ہے۔ ہر ایک شخص یہ جانتا ہے کہ غم کے وقت آنسو بہالینا غم کی شدت کو کم کر دیتا ہے۔ جو لوگ غموں اور مصیبتوں پر بالکل نہیں روتے اور غم کو اپنے اندر دبا لیتے ہیں وہ قانون فطرت کے خلاف کرتے ہیں جلد یا بدیر کسی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اسی کے بالمقابل جو آنسو بہالیتے ہیں وہ بیماریوں سے مقابلتاً محفوظ رہتے ہیں بلکہ تازہ دم ہو کر زندگی کی دوڑ میں پھر سے شامل ہو جاتے ہیں۔ مشہور فلسفی ارسطو نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ یہ ایک ہمہ گیر فطرتی عمل ہے یہ تو ظاہری طور پر رونے کا نظام ہے۔ لیکن افسردگی، مایوسی اور ذہنی تناؤ اور اضطرابی کیفیت کے لئے تو آنکھ کو اس پانی کی بہت سخت ضرورت ہے جو سجدہ میں جا کر خدا کے حضور بہایا جائے یہ پانی تریاقی صفات کا حامل ایسا زندگی بخش ہے کہ دنیا میں کوئی پانی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ یہ حقیقی سکون اور اطمینان قلب عطا کرتا ہے۔ مزید براں یہ پانی ایک بندہ کو اپنے معبود سے نزدیک کر دیتا ہے۔ کیا ہم دیکھتے نہیں۔ جب ایک بچہ کسی تکلیف میں مبتلا ہو کر اپنی والدہ کی گود میں جا کر روتا اور اس کے آنسو اس کے رخسار پر بہتے ہیں تو ماں بے تاب ہو کر کس محبت اور مشفقت سے اسے اپنے سینہ سے لگالیتی ہے اور اسے بار بار پیار کرتی ہے۔ اسی قسم کا حال ہمارے رب کا ہے۔ جب ایک بندہ مضطر ہو کر اس کے آگے گر جاتا ہے اور اس کی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں تو رحمت ایزدی اس ماں کی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر اپنے بندہ کو اپنی گود میں بٹھالیتی ہے۔ اس ضمن میں یہ بات بھی مدنظر رہے کہ اگر کوئی بچہ اپنی تکلیف لے کر کسی اور عورت کے پاس چلا جائے تو اس کی حقیقی ماں کس درجہ غصہ کرتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی انسان اپنے غم، افسردگی، مایوسی اور تناؤ میں خدا کو چھوڑ کر کسی اور جگہ پر سکون تلاش کرے تو خدا کو کتنا برا لگے گا یہ بھی تو شرک ہے جو بخشا نہیں جاتا۔

قرآن مجید اسی لئے بار بار خشیت پر زور دیتا ہے اسے روحانی زندگی کا پہلا قدم اور اس عمارت کی بنیادی اینٹ قرار دیتا ہے پھر بعد کی ساری روحانی زندگی کے لئے ایک جاری چشمہ قرار دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے:۔

''قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَO الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَO'' (مومنون: ۲-۳)

کہ وہ مومن دکھوں اور تکلیفوں سے نجات پاگئے جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں اور رقت اور گدازش سے ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ اس الٰہی ارشاد کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حد درجہ خشوع و خضوع اختیار کرتے تھے۔ آنحضورؐ کی حالت خشیت اور آہ و بکا کا سب کو علم ہے ہر درد اور ہر غم کے وقت حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ حضورؐ کا اپنا صاحبزادہ ابراہیم فوت ہو رہا تھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ایک قبر پر تشریف فرما تھے جو تیار کی جارہی تھی جس میں ایک انسان کو دفن کیا جانا تھا کہ آنحضورؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ریش مبارک کو تر کر کے وہ مقدس آنسو زمین پر گرنے لگ گئے۔ اس قسم کے واقعات اتنی کثرت سے ہیں کہ انہیں مزید بیان

کرنے کی ضرورت نہیں- تاہم موقعہ کی مناسبت سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الکونین کی ایک دعا نقل کی جاتی ہے کس طرح سید ولد آدم سید الاولین والآخرین خاتم النبیینؐ اور خدائے خالق ارض وسماء کی بہترین تخلیق اپنے رب کے حضور گرتی، گریہ کرتی اور آنسو بہاتی ہے- آنحضورؐ عرض کرتے ہیں:

"اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَرٰی مَکَانِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَ عَلَانِیَتِیْ لَایَخْفٰی
عَلَیْکَ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِیْ وَاَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ
الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ اَسْاَلُکَ مَسْئَلَةَ الْمِسْکِیْنِ، وَاَبْتَهِلُ اِلَیْکَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ
وَاَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقْبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَبْرَتُهٗ وَذَلَّ لَکَ
جِسْمُهٗ وَرَغِمَ لَکَ اَنْفُهٗ، اَللّٰهُمَّ لَاتَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ شَقِیًّا وَّکُنْ بِیْ رَؤُوْفًا رَحِیْمًا یَا خَیْرَ
الْمَسْئُوْلِیْنَ وَیَا خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ-"

(مجمع الزوائد ہیثمی و طبرانی بحوالہ مناجات رسولؐ صفحہ ۶۵-۶۶ مرتبہ حافظ مظفر احمد)

ترجمہ:- اے اللہ تو میری باتوں کو سنتا ہے اور میرے حال کو دیکھتا ہے میری پوشیدہ باتوں اور ظاہر امور سے تو خوب واقف ہے- میرا کوئی بھی معاملہ تجھ پر کچھ بھی تو مخفی نہیں ہے- میں ایک بدحال فقیر اور محتاج ہی تو ہوں، تیری مدد اور پناہ کا طالب، سہا اور ڈرا ہوا، اپنے گناہوں کا اقراری اور معترف ہو کر تیرے پاس (چلا آیا) ہوں میں تجھ سے ایک عاجز مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں (ہاں!) تیرے حضور میں ایک ذلیل گناہ گار کی طرح زاری کرتا ہوں- ایک اندھے نابینے کی طرح (ٹھوکروں سے) خوف زدہ تجھ سے دعا کرتا ہوں- میری گردن تیرے آگے جھکی ہوئی ہے اور میرے آنسو تیرے حضور بہہ رہے ہیں- میرا جسم تیرا مطیع ہو کر سجدے میں پڑا ہے اور ناک خاک آلودہ ہے- اے اللہ! تو مجھے اپنے حضور دعا کرنے میں بدبخت نہ ٹھہرا دینا اور میرے ساتھ مہربانی اور رحم کا سلوک فرما! اے وہ جو سب سے بڑھ کر التجاؤں کو قبول کرتا اور سب سے بہتر عطا فرمانے والا ہے میری دعا قبول کر لینا-

آئیں ہم بھی اسی اسوۂ رسولؐ کو اختیار کریں-

"آنکھ کے پانی سے یارو! کچھ کرو اس کا علاج"

دعائے مغفرت: مکرم مصباح الدین صاحب مورخہ ۵ جنوری ۲۰۰۲ء کی شب تقریباً ۷۳ سال کی عمر میں ٹاؤن شپ لاہور میں وفات پا گئے- آپ ڈھپئی ضلع سیالکوٹ میں ۲۷ جولائی ۱۹۲۷ء کو پیدا ہوئے- لاہور میں تعلیم حاصل کی اور محکمہ اریگیشن میں بطور ٹریسر ملازم ہوئے اور ترقی کرتے ہوئے سرکل ہیڈ ڈرافسٹمین کے عہدہ تک گئے- اور ۱۹۹۰ء میں ریٹائرمنٹ لے لی- آپ کے والد ڈاکٹر لعل دین صاحب تھے- ملک صاحب موصوف بڑے عبادت گذار مخلص اور خلافت سے وابستہ احمدی تھے- مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے- (مکرم اعجاز الدین صاحب ٹاؤن شپ- لاہور)

فِی مَدْحِ السَّیِّدِ الْمِیرْزَا مُظَفَّرْ اَحْمَدْ غُفِرَلَه‘

فُجِعْنَا بِنَا فِلَةِ الْمِسِیْحِ الْمُظَفّرِ   حُرّ مْنَا مِنْ اِبْنِ الْبَشِیرِ الاکْبَرِ
وُلِدَ بِبلْدَةِ قَادِیَانَ مُظَفَّرٌ   فِی خَلَافَةِ الْاُوْلٰی مِنْ فَبْرَا یِرِیْ
شَهْرُ وَ لَا دَتِهٖ یُوا فِقُ جَدَّه‘   بِمَسِیْح مَوْعُوْدٍ اِمَامٍ مُطَهَّرِ
حَصَلَ الْعُلُوْمَ بِقَادِیَانَ اَوَّلًا   ثُمَّ اَرْسَلَهُ لَاهُوْرَ ابُوا الْمُظَفَّرِ
نَالَ شَهَادَةَ مَاجِسْتَرَمِنْ سَعْیِهٖ   مِنْ جَامِعَةِ الْبَنْجَابِ الْقَدِیْمِ الْاَشْهَرِ
تَصَدّٰی لِنصْرِ الْمُلْکِ فِی وَقْتِ عُسْرَةٍ   وَصَارَ لِبَاکِسْتَانَ خَیرَ مِغْفَرِ
اَیُّوْبٌ دعَاهُ مُشِیْرَهُ لِمَعِیْشَةٍ   ثُمَّ لِیَحْیٰی کَانَ مِنْ مُشَاوِرِ
خِدْمَاتُهُ لِلْمُلْکِ کَانَتْ جَلِیْلَةً   ثَمَرَاتُهَا اَحْلٰی وَفَوْقَ التَّصَوُّرِ
لِلْمُلْکِ بَارَی اَنْفُسَ النَّاسِ کُلَّهُمْ   وَصَارَ لِبَاکِسْتَانَ مِنْ مُبَشِّرِ
اَنْهَارُ تَربِیَلا وَمَنْغَلا کُلُّهَا   تُدُلُّ دَهَاءَ مُظَفَّرٍ مُتَدَبِّرِ
اِذَالْمُلْکَ فَرَّقَ قِسْمَتَیْنِ مِنَ الشّقَاء   بَتَقْلِیبِ نَقْدٍ صَانَ مَعِیشَةَ الْمتکَدَّرِ
لَمْ اَنْسٰی مَاوَقَعَ بِسَلْکُوْتَ اِذْنَهٰی   بِاَرْبَعَ عَشَرَ عَرَبَةً مُدَّخَرِ
اَمَرَتْ لِتُرْسِلَهَا لِبهَارَتَ زَوَجَةٌ   لِمَاوِنَتَ بِیْتَنْ صَدرِ الصَّلِیْبِ الْاَحْمَرِ
هَدَّدَهُ جَنَرّالُ بِتَلْفُونَ قَائِلاً   أَتَعْرِفُ مَنْ تُخَالِفُهَا کَیفَ تَجْتَرِیْ
لَسْتُ بِمَامُوْرٍ لَهَا وَلٰکِنْ   مُوَظَّفُ بَاکِسْتَانَ هَا اَنَا اَجْتَرِیْ
وَاِذَا الْخَلِیْفَةُ اَمَّرَهُ اَمِیْرًا   قَامَ لِخِدْمَةِ الْجَمَاعَةِ کَالْجَرِی
سَبَقَتْ جَمَاعَةُ اَمْرِیکَ بِسَعْیِهٖ   فِی اِنفَاقِ اَمْوَالٍ غَیْرَ مُقَصِّرِ
فِی وَقْفِ جَدِیدٍ و تَحْرِیکِ کَلَیْهِمَا   سَبَقَت بِعَالَمَ کُلِّهٖ فَاَبْشِرِ
یَارَبِّ اِرْفَعْ مُظَفَّرًا وَاغْفِرْلَهُ   اَدْخِلْهُ جَنَّتکَ بِفَضْلِکَ اَکْبَرِ

شمس الدین سیال بوریوالہ نزیل لاہور

(ترجمہ صفحہ ۳۳ پر)

حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب -- مختصر سوانحی خاکہ

مرتبہ: مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب

ابتدائی حالات: آپ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے ہاں ۲۸ فروری ۱۹۱۳ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔اے اور پھر ایل ایل بی کرنے کے بعد آپ نے آئی سی ایس (انڈین سول سروس جو آج کل سی ایس ایس کہلاتا ہے) کا امتحان پاس کیا۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے ۳۰؍اگست ۱۹۳۳ء کو آپ نے قادیان سے انگلستان کا سفر اختیار کیا۔ اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے اپنے قلم سے آپ کو نہایت اہم بیش قیمت نصائح اور ہدایات تحریر کر کے عطا فرمائیں۔ یہ قیمتی ہدایات روزنامہ ''الفضل'' قادیان ۳۱؍اکتوبر ۱۹۳۳ء صفحہ ۵ تا ۷ پر طبع شدہ ہیں۔ آپ ۱۶؍ستمبر ۱۹۳۳ء کی شام کو انگلستان پہنچے۔ (الفضل ۱۹؍ستمبر ۱۹۳۳ء) آپ نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے اکنامکس کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ ۲۶؍دسمبر ۱۹۳۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے صاحبزادہ مظفر احمد صاحب کا نکاح اپنی صاحبزادہ امۃ القیوم صاحبہ کے ساتھ پڑھا۔ آپ کی اپنی اولاد نہیں تھی آپ نے مکرم ناصر محمد صاحب سیال کے بیٹے مکرم ظاہر مصطفیٰ صاحب کو اولاد کی طرح پالا اور پروان چڑھایا۔

سرکاری ملازمت اور ملّی خدمات: اعلیٰ تعلیم کے حصول کے بعد آپ نے سول سروس شروع کی اور پہلی اہم تقرری بطور ڈپٹی کمشنر امرتسر میں ہوئی اسی عہدہ پر آپ سیالکوٹ، سرگودھا اور میانوالی میں بھی متعین رہے۔ تقسیم برصغیر کے دوران آپ کو جماعت کی غیر معمولی خدمات کی توفیق ملی۔ آپ مغربی پاکستان میں فنانس سیکرٹری اور ایڈیشنل چیف سیکرٹری کے نہایت اہم اور ممتاز عہدوں پر فائز رہے۔ صدر جنرل محمد ایوب خاں نے آپ کو ڈپٹی چیئرمین پلاننگ کمیشن مقرر کیا۔ جب کہ وہ خود چیئرمین تھے۔ اس عہدہ پر آپ کو گراں قدر ملی خدمات کی توفیق ملی۔ آپ نے پاکستان کا پنج سالہ ترقیاتی منصوبہ تیار کیا گیا۔ اس منصوبہ کے تحت تربیلا ڈیم، منگلا ڈیم اور ان سے نکلنے والی نہروں کے عظیم منصوبے شروع ہوئے۔ جنرل محمد یحییٰ خاں کے دور حکومت میں آپ صدر کے اقتصادی امور کے مشیر رہے۔ یہ عہدہ وفاقی وزیر کے برابر تھا۔ ۷۲-۱۹۷۱ء کا وفاقی بجٹ آپ نے پیش کیا جسے ملک کے نامساعد معاشی حالات میں ایک کارنامہ قرار دیا گیا۔ ۱۵؍ستمبر ۱۹۷۱ء میں C.D.A. کے ایک ملازم محمد اسلم قریشی نے آپ پر اسلام آباد میں قاتلانہ حملہ کیا۔ آپ شدید زخمی ہوئے۔ ۱۹۷۲ء میں آپ ورلڈ بنک سے منسلک ہو گئے۔ ورلڈ بنک کے ڈائریکٹر اور آئی ایم ایف کے سٹاف میں بطور ایگزیکٹو سیکرٹری تعینات رہے۔ یہاں سے آپ ۱۹۸۴ء میں ریٹائر ہوئے۔ پاکستان کے بارہ میں پریسلر ترمیم کے خاتمہ کے لئے بھی آپ نے اہم کردار ادا کیا۔ جس پر صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان کی طرف سے پاکستان کی امریکہ میں متعینہ سفیر نے شکریہ ادا کیا۔

جماعتی خدمات: ویسے تو آپ کی ساری زندگی جماعتی خدمات میں صرف ہوئی ۱۹۸۹ء میں باقاعدہ طور پر آپ کو جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کا امیر مقرر کیا گیا - اس منصب پر تادمِ واپسیں فائز رہے - آپ کے دورِ امارت میں جماعت احمدیہ امریکہ نے غیر معمولی ترقیات حاصل کیں - مرکزی بیت الذکر ''بیت الرحمٰن'' کی تعمیر اور دیگر بیوت الذکر و مشن ہاؤسز کی تعمیر، انٹرنیٹ پر جماعتی ویب سائٹ. M.T.A. ارتھ اسٹیشن کا قیام، نمائش اور .M.T.A سٹوڈیو، جلسہ سالانہ پر لنگر خانہ کا اجراء وغیرہ جیسے کارہائے نمایاں آپ ہی کی زیرِ امارت تکمیل پذیر ہوئے - جلسہ سالانہ امریکہ کی کارروائی .M.T.A پر براہ راست نشر ہونا اور مالی قربانی میں جماعت احمدیہ امریکہ کا صفِ اول کا ملک بننا بھی آپ ہی کی مبارک قیادت کا کمال تھا - آپ کے دورِ امارت میں تقریباً چھ بار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امریکہ کا دورہ کیا -

۲۰۰۲ء میں آپ بوجہ علالت متعدد بار واشنگٹن کے ہسپتال میں زیرِ علاج رہے - مورخہ ۲۳ جولائی ۲۰۰۲ء کو پاکستانی وقت کے مطابق صبح ۹:۳۰ بجے اور امریکی وقت کے مطابق ۲۲ جولائی کی شب رات ساڑھے گیارہ بجے آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے - آپ نے ۸۹ سال سے زائد عمر پائی - مورخہ ۳۰ جولائی ۲۰۰۲ء بروز منگل آپ کی نماز جنازہ بیت المبارک ربوہ میں پڑھائی اور بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں آپ کی تدفین عمل میں آئی - (الفضل ۲۴، ۲۶ اور ۳۱ جولائی ۲۰۰۲ء)

(ترجمہ) فِی مَدْحِ السَّیِّدِ الْمِیْرزا مُظَفَّرْ اَحْمَدْ غُفِرَ لَہٗ: ہمیں مسیح موعودؑ کے پوتے مظفر احمد کی وفات سے بہت دکھ ہوا ہے اور ہم حضرت مرزا بشیر احمد...... کے بڑے بیٹے مرزا مظفر احمد صاحب کو دیکھنے سے محروم ہو چکے ہیں - مرزا مظفر احمد صاحب بزمانہ خلافت اولیٰ بماہ فروری قادیان کی بستی میں پیدا ہوئے - آپ کی ولادت اور حضرت مسیح موعودؑ کی ولادت کا مہینہ ایک ہی ہے جو ماہ فروری ہے - پہلے آپ نے ابتدائی علوم قادیان سے حاصل کئے ازاں بعد آپ کو اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ کے والد محترم نے لاہور بھجوا دیا - چنانچہ آپ نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی - آپ اپنے ملک پاکستان کی خدمت کے لئے اس وقت تیار ہوئے جب یہ مشکل حالات سے دوچار تھا - چنانچہ آپ نے بہترین محافظ کا رول ادا کیا - صدر ایوب نے آپ کو اپنا مشیر مقرر کیا اور ان کے بعد صدر یحییٰ کے بھی مشیر کے طور پر کام کرتے رہے - آپ کی ملکی خدمات قابل قدر ہیں اور اِن خدمات کے ثمراتِ شیریں تصور سے بھی بڑھ کر ہیں - ملک کے مفاد کے لئے آپ نے دنیا کے چوٹی کے لوگوں سے مقابلہ کیا اور پاکستان کے لئے خوشخبریاں لانے کا باعث بنے - چنانچہ تربیلہ اور منگلا سے نکلنے والی نہریں آپ کی عقل سُوجھ بُوجھ اور ذہانت پر دال اور آپ کے بہترین مدبر ہونے کا بھی ثبوت ہیں - جب بدقسمتی سے پاکستان دولخت ہو کر رہ گیا تو آپ نے سو اور پانچ سو کے نوٹوں کو تبدیل کر کے ملکی معیشت کو تباہ ہونے سے بچا لیا تھا - میں اس واقعہ کو کبھی بھی بھول نہیں سکتا کہ سیالکوٹ میں جب آپ نے چودہ ریل کے ڈبے جو میڈیکل اوزاروں ادویہ وغیرہ سے بھرے ہوئے تھے کو سیالکوٹ سٹیشن سے باہر لے جانے کی ممانعت کا حکم جاری کیا تھا - اُن ڈبوں کو لیڈی ماؤنٹ بیٹن جو اس وقت ہندوستان کی صلیب احمر کی صدر تھیں بھارت بھجوانے کی ہدایت جاری کر چکی تھیں - اس پر ایک جنرل نے آپ کو ٹیلیفون پر دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ تم جانتے نہیں کہ تم کس کی مخالفت کر رہے ہو - تم نے ایسی جرات کیسے کی آپ نے جواب دیا کہ میں لیڈی ماؤنٹ بیٹن کا ملازم نہیں ہوں میں تو حکومت پاکستان کا ملازم ہوں اس لئے میں نے یہ جرات کی ہے - جب خلیفۃ المسیح الرابع نے آپ کو جماعتہائے احمدیہ امریکہ کا امیر مقرر کیا تو آپ بہادر جرنیل کی طرح جماعت کی خدمت میں جُت گئے - آپ کی مساعی جمیلہ کے طفیل امریکہ کی احمدی جماعتیں مالی قربانی میں بہت آگے بڑھ گئیں اس بارہ میں انہوں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی - چنانچہ وقف جدید اور تحریک جدید کے چندوں میں جماعتہائے امریکہ دنیا سے بازی لے گئیں اس پر تمہیں خوش ہونا چاہئیے - اے خدا تو مظفر احمد کے درجات بلند کر اور اس کی مغفرت فرما اور اپنے فضل سے اپنی جنتوں میں داخل کر - اللّٰھم آمین -

حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب (ایم ایم احمد)

یاد گار ماہ و سال

ڈان (Dawn) مورخہ ۶/ اگست ۲۰۰۲ء (از مسٹر شاہد جاوید برکی)

ترجمہ (تلخیص کے ساتھ) از: مکرم پروفیسر راجہ نصر اللہ خان صاحب

''مرزا مظفر احمد جو اپنے دوستوں اور مداحوں میں زیادہ تر ایم ایم احمد کے نام سے جانے جاتے ہیں ۲۲ جولائی کو واشنگٹن کے ایک ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ وہ کئی ماہ سے علیل چلے آتے تھے لیکن کسی خاص بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ ان پر طویل عمر اور وطن عزیز پاکستان کے بارے میں فکرمندی کا بوجھ بڑھتا گیا۔ وہ وطن عزیز جس سے وہ بے حد پیار کرتے تھے اور جس کی خدمت کیلئے انہوں نے اپنی پوری اور انتہائی فعال زندگی وقف کر دی تھی۔

ایم ایم احمد ۲۸ فروری ۱۹۱۳ء کو ہندوستان کے شہر قادیان میں پیدا ہوئے۔ پہلے انہوں نے گورنمنٹ کالج لاہور اور پھر برطانیہ کی لندن اور آکسفورڈ یونیورسٹیوں سے اعلیٰ تعلیم پائی۔ انہوں نے ۱۹۳۹ء میں انڈین سول سروس (آئی۔ سی۔ ایس) میں شمولیت اختیار کی۔ انگریزی حکومت کی طرف سے بھرتی کیا جانے والا یہ آخری گروپ تھا۔ ۱۹۴۷ء میں انگریزوں کے ہندوستان سے رخصت ہو جانے کے بعد آئی سی ایس کا اختتام ہو گیا۔ اس کے ممبران سے کہا گیا کہ وہ اپنی مرضی سے کسی ایک ملک کا انتخاب کرلیں۔ یعنی یہ کہ وہ ہندو اکثریت والے ملک میں خدمات انجام دینا چاہیں گے یا پاکستان جانا چاہیں گے۔ جو خاص طور پر مسلمانوں کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ اکاسی آئی۔ سی۔ ایس افسران نے جن میں ایم۔ ایم۔ احمد بھی شامل تھے پاکستان کی خدمت کا فیصلہ کیا۔

جناب ایم۔ ایم۔ احمد کی ترقی اور عروج: اس بے حد قابل اور تربیت یافتہ گروہ کی اکثریت نے پاکستان کی ریاست کو مستحکم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان میں سے بہت سے افسران کراچی چلے گئے جو کہ ملک کا پہلا دارالحکومت تھا۔ ایم۔ ایم۔ احمد نے پنجاب کے دارالحکومت لاہور کا انتخاب کیا ایم۔ ایم۔ احمد نے یہاں جو عہدے حاصل کئے ان میں سیکرٹری خزانہ کا منصب بھی شامل تھا۔ بعد میں وہ پاکستان کے نئے دارالحکومت اسلام آباد چلے گئے جہاں انہوں نے متعدد اعلیٰ عہدوں پر کام کیا جن میں سیکرٹری تجارت، سیکرٹری وزارت خزانہ اور ڈپٹی چیرمین منصوبہ بندی کمیشن کے منصب شامل تھے۔ یحییٰ خان کے زمانہ میں ایم۔ ایم۔ احمد مشیر مقرر ہوئے ان کا عہدہ مرکزی وزیر کے برابر تھا اور وہ اس حیثیت میں اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔ بعد میں مشرقی اور مغربی پاکستان میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ وہ اس بدقسمت سانحہ کے جلد بعد

واشنگٹن چلے گئے اور ورلڈ بینک کے بورڈ میں ایگزیکٹو ڈائریکٹر کا منصب سنبھال لیا۔ جس کے دائرہ کار میں پاکستان اور بہت سے دوسرے اسلامی ممالک شامل تھے۔ جب بنگلہ دیش خودمختار ملک بن گیا تو ورلڈ بینک بورڈ پر پاکستان کی نشست ختم ہوگئی۔ ایم۔ ایم۔ احمد واشنگٹن میں قیام پذیر رہے اور پھر ورلڈ بینک اور آئی۔ ایم۔ ایف (عالمی مالیاتی فنڈ) کی مشترکہ کمیٹی جو ترقیاتی کمیٹی (ڈویلپمینٹ کمیٹی) کے نام سے معروف ہے کے ڈپٹی ایگزیکٹو سیکرٹری منتخب ہو گئے۔ وہ اس منصب سے ۱۹۸۴ء میں ریٹائر ہوئے۔

پیچیدہ صورت حال: میری سالہا سال سے ایم۔ ایم۔ احمد سے اچھی صاحب سلامت تھی۔ اگرچہ میں C.S.P میں ان سے اکیس برس جونیئر تھا لیکن مجھے کئی مواقع پر ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع میسر آیا۔ پہلی مرتبہ میرا ان سے گہرا واسطہ اس وقت پڑا جب ۱۹۶۹ء میں جنرل یحییٰ خان کی مارشل لاء حکومت نے مغربی پاکستان کا ون یونٹ ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔ آزادی وطن کے بعد مغربی پاکستان کا ون یونٹ پاکستان میں بالادستی حاصل کرنے والی سیاسی قوتوں کے درمیان قائم ہونے والے نازک توازن کا ایک حصہ تھا۔ آئین سازی کا کام مغربی پاکستان خاص طور پر پنجاب کے لیڈروں نے بے حد کٹھن بنا دیا تھا جو وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان تقسیم اختیارات کا کوئی ایسا نظام ماننے کو تیار نہیں تھے جس کے نتیجہ میں مشرقی پاکستان ملک کے سیاسی ڈھانچہ میں غالب قوت بن جاتی۔ یہ نتیجہ اس صورت میں نکل سکتا تھا جب کہ پاکستان کے مختلف صوبوں کو قانون ساز اسمبلی میں آبادی کی بنیاد پر رکنیت دی جاتی۔ ایسی صورت میں مشرقی پاکستان جس کی آبادی مغربی پاکستان کے تمام صوبوں کی مجموعی آبادی سے بھی زیادہ تھی قومی اسمبلی میں نشستوں کا غالب حصہ حاصل کر لیتا۔

آخر ایک سمجھوتہ ''برابری'' کے فارمولا کی بنیاد پر طے پایا جس کے مطابق ملک کے دو بڑے وفاقی یونٹ بنائے گئے۔ ایک مشرقی پاکستان اور دوسرا مغربی پاکستان۔ ان دونوں بڑے حصوں کو قومی اسمبلی میں برابر کی نمائندگی دی گئی۔ اس طرح ۱۹۵۶ء میں مغربی پاکستان کا ون یونٹ معرض وجود میں آیا۔ ۱۹۵۶ء کے آئین کی منسوخی اور ۱۹۶۲ء کے آئین کے تحت ایک نئے سیاسی ڈھانچے کے قیام کے باوصف ''برابری کا فارمولا'' قائم رہا۔ بہر حال فوجی حکومت کے تحت سیاسی ڈھانچے کی حد سے زیادہ مرکزیت نے بہت سے مسائل کو جنم دیا۔ صدر ایوب خان وفاقی حکومت پر پوری طرح چھائے رہے اور دونوں حصوں کے گورنر امیر محمد خان آف کالا باغ اور عبدالمنعم خان بالترتیب مغربی اور مشرقی پاکستان پر ایک جیسے تحکمانہ انداز میں حکومت کرتے رہے۔ ان تینوں ہاتھوں میں اختیارات کا اس قدر ارتکاز عوام کو راس نہ آیا۔ مشرقی پاکستان میں اسلام آباد کی بالادستی کے خلاف رنجیدگی بڑھتی گئی اور مغربی پاکستان کے چھوٹے صوبے نواب آف کالا باغ کے تحکمانہ انداز حکومت کی وجہ سے بیگانہ ہوتے گئے۔ جب یحییٰ خان نے اقتدار سنبھالا تو انہوں نے مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان ''برابری'' اور مغربی پاکستان میں ون یونٹ کو ختم کر کے ان تشویشناک احساسات کے حق میں عملی قدم اٹھایا۔

عظیم اور فیصلہ کن خدمات: ون یونٹ کے حصے الگ الگ کرنے کا کٹھن کام اعلیٰ افسران کی ایک کمیٹی کو سونپا گیا جس کے سربراہ ایم - ایم - احمد تھے - ایم - ایم - احمد پنجاب کی نمائندگی کر رہے تھے - جب کہ غلام اسحاق خان نے صوبہ سرحد کی نمائندگی کی - اے جی این قاضی نے سندھ کی اور یوسف اچکزئی نے بلوچستان کی نمائندگی کی - کمیٹی کے سیکریٹریٹ کے چار افسران یہ تھے ظہور اظہر، ڈاکٹر ہمایوں خان، ڈاکٹر طارق صدیقی اور میں (شاہد جاوید برکی) کمیٹی کا کام بہت پیچیدہ تھا - اسے نہ صرف ون یونٹ کے حصے علیحدہ علیحدہ کرنے تھے بلکہ چار نئے صوبوں کو تشکیل بھی دینا تھا -

ایم - ایم - احمد اس مہم پر پورے اترے - انہوں نے کئی ہفتوں تک اپنی شخصیت کے نمایاں اوصاف، صبرو استقامت، عظمت و وقار اور ذہانت و فطانت سے کام لیتے ہوئے کمیٹی کی مسلسل رہنمائی کی اور گورنمنٹ کی طرف سے دیئے گئے عرصہ کے اندر اندر تمام بڑے بڑے مسائل کو سلجھا لیا - کمیٹی کا منصوبہ یکم جولائی ۱۹۷۰ء کو نافذ العمل ہوا اور ون یونٹ ختم ہو گیا اور سب اختیارات صوبہ بلوچستان، شمال مغربی صوبہ سرحد، پنجاب اور سندھ کو تفویض کر دیئے گئے -

ایم - ایم - احمد سے میرا دوسرا قریبی رابطہ بھی اسی دور کا ہے جب ان کے ذمہ یہ نازک کام سونپا گیا کہ وہ مشرقی اور مغربی پاکستان کی حکومتوں کو منصوبہ بندی کے چوتھے پنج سالہ منصوبہ کے لئے وضع کردہ اقتصادی ڈھانچے کو قبول کرنے پر آمادہ کریں - یہ پنج سالہ منصوبہ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۵ء تک چلنا تھا - جس وقت منصوبہ بندی کمیشن نے اپنا فریم ورک پیش کیا اس وقت تک مشرقی پاکستان کے باشندے اس بات پر پختہ ہو چکے تھے کہ مغربی صوبے کی شاندار معاشی ترقی ان کے صوبہ سے سمیٹے ہوئے ذرائع کی وجہ سے جاری ہے وہ چوتھے پنج سالہ منصوبے کے دوران اس یکطرفہ جھکاؤ کی درستی چاہتے تھے -

ماہر اقتصادیات کے دو گروپ بنائے گئے ایک کے چیئرمین مغربی پاکستان کے چیف اکنامسٹ ڈاکٹر پروفیسر حسن مقرر ہوئے اور دوسرے کے ایک بنگالی ماہر معاشیات پروفیسر نورالاسلام - مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ دونوں صوبوں کے درمیان اختلافات کا حل نکالیں - یہ بات زیادہ تعجب انگیز نہیں تھی کہ آخر دونوں گروپ الگ الگ نتائج پر پہنچے -

ایک دفعہ پھر ایم - ایم - احمد کو آگے آنا پڑا تا کہ دونوں ماہرین معاشیات دھڑوں کے اختلافات کو ختم کرائیں - مغربی پاکستان کے گورنر نور خان کے مشیر اقتصادیات کی حیثیت میں میں نے کئی ایسے اجلاسات میں شرکت کی جن کی صدارت ایم - ایم - احمد نے کی تا کہ ملک کے دونوں صوبوں کے درمیان اتفاق رائے حاصل کیا جائے - انہوں نے کسی سمجھوتہ پر پہنچنے کی سرتوڑ کوشش کی لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے کیونکہ سیاسی بخار بڑھتا ہی جا رہا تھا -

عظیم بین الاقوامی خدمات: ایم - ایم - احمد سے میری سب سے گہری رفاقت اس وقت قائم ہوئی جب ۱۹۸۱ء میں ترقیاتی کمیٹی (ڈویلپمنٹ کمیٹی) کے سیکریٹریٹ میں ورلڈ بینک کی نمائندگی کرنے کا کام میرے ذمہ لگایا گیا - ایم - ایم - احمد اس وقت اس کمیٹی کے ڈپٹی ایگزیکٹیو سیکرٹری تھے - اس کمیٹی کو جو ورلڈ بینک اور عالمی مالیاتی فنڈ (IMF) کے درمیان

ایک رابطے کی حیثیت رکھتی تھی یہ کام سونپا گیا کہ وہ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ملکوں کے درمیان متعدد اہم معاملات کے سلسلہ میں افہام وتفہیم کو فروغ دے۔

ہر کاری سطح پر دی جانے والی ترقیاتی امداد جس کے متعلق یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ وہ آہستہ آہستہ لیکن نمایاں طور پر بڑھتی جائے گی بالکل جمود کا شکار ہوگئی۔ ایم۔ایم۔احمد نے مختلف حکومتوں کو یہ باور کرانے میں انتہائی اہم کردار ادا کیا کہ انہیں دنیا بھر میں بڑھوتری کا تسلسل قائم رکھنے کیلئے مل جل کر کام کرنا ہوگا۔

ایم۔ایم۔احمد اور مجھ (شاہد جاوید برکی) پر یہ حقیقت جلد ہی واضح ہوگئی کہ ہمیں ترقی پذیر ممالک میں سے ایک ایسی مضبوط شخصیت کی ضرورت ہے جو ترقیاتی کمیٹی کی صدارت سنبھالے اور اس کی سوچ و بچار کی رہنمائی کرے۔ ہم نے غلام اسحاق خان کی طرف رجوع کیا جو اس وقت پاکستان کے وزیر خزانہ تھے۔ اسحاق خان اور ایم۔ایم۔احمد ایک دوسرے کے اچھے دوست تھے اور اسی دوستی کی وجہ سے اسحاق خان ترقیاتی کمیٹی کی صدارت کا انتخاب لڑنے پر متفق ہوگئے۔ ایم۔ایم۔احمد نے تمام حکومتوں کو جو کمیٹی کی رکنیت رکھتی تھیں اسحاق خان کو کامیاب امیدوار بنانے پر رضامند کر لیا۔ چنانچہ پاکستانی وزیر خزانہ (غلام اسحاق خان) متفقہ طور پر منتخب ہوگئے۔ ایم۔ایم۔احمد کی اعانت سے اسحاق خان نے اس ذمہ داری کو عمدگی سے نبھایا اور ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دونوں سے عزت پائی۔ غلام اسحاق خان دوسری مدت کے لئے بھی منتخب ہوگئے اور اپنی یہ ذمہ داری وزارت خزانہ سے الگ ہونے کے بعد بطور چیئرمین سینٹ بھی سنبھالتے رہے۔

میں یہ یادداشتیں ایم۔ایم۔احمد کی یاد تازہ کرنے اور ان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ''ڈان'' کے قارئین کی نذر کر رہا ہوں۔ ایم۔ایم۔احمد نے اپنا سب کچھ پاکستان کے لئے نچھاور کر دیا۔'' (مضمون از شاہد جاوید برکی)

اخبار Dawn مورخہ ۲۴/جولائی ۲۰۰۲ء

یہ علاقہ ہندوستان اور حکمرانوں کا مرکزی حصہ افسانوی شہرت کی انڈین سول سروس تھی جو دنیا بھر میں بہترین تھی ایسے لوگوں میں سے ایک قلیل تعداد جو پاکستان کے حصہ میں آئی یا جنہوں نے پاکستان کا انتخاب کیا۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے ایسی حکومتی نظم و نسق کی تعمیر کی جس نے لکھوکھا مہاجرین کو آباد کرنے کے کٹھن کام کا سامنا کیا اور اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کی اس قدر بڑی تعداد کی املاک کی نگہداشت کی جو ہندوستان کی جانب منتقل ہوگئے۔ اس عظیم الشان کام اور اس کے ساتھ جنم لینے والی ترغیبات و تحریصات سے نمٹنے کے سلسلہ میں ان میں سے اکثریت نے اپنے آپ کو اس دور کے مورخین سے خراج تحسین حاصل کرنے کا اہل ثابت کیا یعنی یہ کہ وہ لوگ ''انتہائی منصف مزاج اور بدّوں کسی جھکاؤ کے سچے اور کھرے تھے جو اپنے اختیارات کو خود غرضانہ مقاصد کے لئے استعمال نہیں کرتے تھے بلکہ اس طور پر کہ جسے وہ حق سمجھتے تھے۔''

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جماعت احمدیہ برطانیہ کے چھتیسویں جلسہ سالانہ ۲۶-۲۷-۲۸ جولائی ۲۰۰۲ء کے موقع پر

اہم شخصیات کی تقاریر، پیغامات اور تاثرات

ترجمہ از: مکرم عاصم جمالی صاحب - جھنگ صدر

(یہ تاثرات Trancripts of Speeches by Eminent Guests مکرم چوہدری نعمت اللہ صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ نے ماہنامہ کو مہیا کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ۔ جس کا ترجمہ ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے۔)

(۱) عزت مآب جناب ٹونی کول مین کا خطاب

تعارف: لندن کے علاقہ پٹنی کے ممبر پارلیمنٹ جناب ٹونی کول مین جو ہمارے عزیز دوست اور حمایت میں ہیں اور برطانیہ کے احمدیوں کے لئے کسی تعارف کے محتاج نہیں...... ۱۹۹۷ء میں ممبر پارلیمنٹ بننے کے بعد آپ نے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر بہت سے اہم مناصب پر کام کیا ہے۔

آپ برطانیہ اور پاکستان کے عوام کے درمیان افہام و تفہیم پیدا کرنے کے لئے انتہائی فعال ہیں۔...... اور پاکستان میں احمدیوں کی ایذا رسانی سے متعلق...... نہایت ثابت قدمی سے ہمیشہ (احمدیوں کی) نمائندگی کی ہے۔ سن ۲۰۰۰ء میں پاکستان کا دورہ کرنے والی ٹیم کے آپ ایک فعال رکن تھے۔...... پچھلے پانچ سال سے آپ پٹنی کے حلقہ انتخاب کی نمائندگی کر رہے ہیں......

تقریر: جناب ٹونی کول مین نے بیان کیا کہ ''آپ کے سپاسنامے کا میں انتہائی شکرگزار ہوں۔ احمدیوں سے میرے تعلقات ۱۹۹۱ء سے ہیں۔ جب میں مرٹن کے حلقہ انتخاب کی کونسل کا لیڈر منتخب ہوا تھا۔ مجھے اس بات کی بہت خوشی ہوئی جب میں اس یقین دہانی کرانے کے قابل ہوا کہ نئی بیت الذکر کا نقشہ حکام بالا کے پاس بھجوا دیا گیا ہے۔ مجھے پٹنی کے عوام اور احمدیوں کی نمائندگی پر فخر ہے۔ لیکن اس میں پوری دنیا کے احمدیوں کی نمائندگی کا بھی اعزاز شامل ہے۔

آپ کا مذہبی نقطہ نظر عظیم الشان ہے۔ مجھے امید ہے کہ دنیا اسے سمجھ جائے گی۔ لوگ اس کا عرفان حاصل کرتے جا رہے ہیں۔...... مجھ سے پہلے گیمبیا کے نمائندے کی تقریر تھی جس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔ میں پارلیمنٹ یونین سے وابستہ ہوں جس کا دنیا کی تمام پارلیمینٹیوں سے رابطہ ہے......

گذشتہ بارہ ماہ میں مجھے ویگاڈوڈو (Vagadud) میں بورکینا فاسو (Burkina Faso) کے احمدیوں سے ملنے اور ان کی مساعی کا جائزہ لینے کا موقع ملا ہے۔...... گھانا میں مجھے گورنمنٹ کے احمدی ارکان اور صدر کے سینیئر مشیر نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ میں نائجیریا میں بھی احمدیوں سے ملنے گیا تھا۔ ایک بہت بڑی تقریب میں میں نے...... ذرائع ابلاغ (میڈیا) کو لیگوس میں

ایوارڈ پیش کئے جسے وہاں کے قومی ٹیلی وژن پر بھی دکھایا گیا تھا۔ اگلے چند ہفتوں میں میں زمبیا، زمبابوے، ملاوی اور جنوبی افریقہ جاؤں گا اور ایک بار پھر میں دیکھ سکوں گا کہ احمدیوں کے ہاتھوں اولاً احترام انسانیت اور ثانیاً مذہبی پہلو کس طرح انجام پا رہا ہے اور میں ان کی کن راہوں سے مدد کر سکتا ہوں......

مجھے از حد مسرت ہے کہ برطانیہ میں احمدیوں کی اہمیت ہے۔ جناب ٹونی بلیئر کے وزیر مذہبی امور،......اتوار کو کنونشن سے خطاب کرنے کے لئے آ رہے ہیں۔ دو ماہ قبل موصوف احمدیہ ایسوسی ایشن گریسن ہال روڈ پٹنی میں احمدیوں کی مساعی کا معائنہ کر کے بہت متاثر ہوئے۔......میں نے اپنے تاثرات کو جناب ٹونی بلیئر وزیر اعظم تک پہنچا دیا تھا میں برطانیہ کے وزیر اعظم جناب ٹونی بلیئر کا پیغام بھی لایا ہوں جو میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں

(مذکورہ پیغام کا آغاز ڈیئر ٹونی سے ہوتا ہے۔ کیونکہ ایڈریس ٹونی کول مین ممبر پارلیمنٹ کو کیا گیا ہے)

(۲) جناب وزیر اعظم صاحب برطانیہ کا مکتوب گرامی

۱۰۔ ڈاؤننگ سٹریک۔ لندن SW1A2AA از طرف جناب وزیر اعظم

پیارے ٹونی!

مجھے احمدیہ......ایسوسی ایشن برطانیہ کے نیشنل پریذیڈنٹ اور ارکان سالانہ کنونشن پر مبارکباد بھجواتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ میں برطانیہ میں احمدیہ فرقے کی بار آمد جدوجہد اور مساعی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ ان کی رواداری اور خیراتی کاموں سے وابستگی قابل داد ہے۔

میں آپ کی...... بڑھتی ہوئی شرکت اور عوامی زندگی میں عہد و پیمان کا استقبال کرتا ہوں پھر آنے والے وقت میں تعمیر و ترقی کا متمنی ہوں۔

دستخط (ٹونی بلیئر)

(۳) کونسلر برائن ایلس صاحب (میئر ویورلے)

تعارف: کونسلر برائن ایلس ویورلے کے علاقہ کے میئر ہیں جہاں اسلام آباد ٹلفورڈ واقع ہے۔......ویورلے کونسل کے عوام کی خدمت کے لئے ۱۹۷۵ء سے سرگرم عمل ہیں۔ احمدیہ جماعت کے ویورلے کونسل اور مقامی باشندوں سے ہمیشہ بہترین تعلقات رہے ہیں۔ ویورلے کونسل کے میئر کی موجودگی تعلقات کی مضبوطی اور باہمی افہام و تفہیم کی غمازی کرتی ہے جو کہ احمدی مقامی سطح پر رکھتے ہیں۔

خطاب: آپ نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''دوستو! میں آپ کا شکرگزار ہوں اور ممنون ہوں کہ آپ نے آج مجھے یہاں بلا کر امتیاز بخشا ہے۔ میں آپ کا اسلام آباد میں استقبال کرتا ہوں...... مجھے آپ کی رفاقت میں خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ کل

رات گیارہ بجے اس تقریب کے لئے مجھے اپنے تاثرات و جذبات بیان کرنے کے لئے دعوت دی گئی تھی۔ کل کا دن میری بہت سی مصروفیات میں گذرا...... میں دو مقامی کونسلروں سے مل چکا ہوں۔ جنہوں نے مجھے اپنے تاثرات سے آگاہ کیا۔...... انہوں نے مجھے بتایا کہ آپ لوگ امن پسند، بردبار، مؤدب اور بامروت ہیں۔ انہوں نے مجھے یہ بھی بتایا کہ آپ دوسروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں اور انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ آج کی صبح جب میں اپنی بیوی کے ساتھ یہاں آیا ہوں تو آپ نے ہمارا غیر معمولی استقبال کیا۔ میں نے یہاں جو مارکی دیکھی ہے اس قدر بڑی مارکی دیکھنے کا اس سے پہلے مجھے اتفاق نہیں ہوا۔ اس طرح جس قدر بڑے اجتماع میں میں کھڑا ہوں اس سے قبل مجھے اتنے سامعین کے سامنے بولنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ نہ مجھے اس قدر بڑی تعداد کے سامنے بولنے کے لئے کہا گیا تھا۔ اس لئے اگر سامعین مجھے مرعوب محسوس کریں اور میں اس موقعہ کی مناسبت سے الفاظ کی ادائیگی نہ کرسکوں تو امید ہے کہ مجھے معاف کریں گے۔

میں آپ کو دلی خوش آمدید کہتا ہوں اور آپ کے درمیان اپنے آپ کو بہت پُرسکون محسوس کرتا ہوں۔ میرے خیال میں اٹھانوے ممالک سے نمائندے یہاں موجود ہیں۔ اسی طرح اس اجتماع میں بیس ہزار افراد کی تعداد ہے۔ یہاں آنے کے آدھ گھنٹہ قبل تک مجھے اس اجتماع کی تعداد کا اندازہ نہیں تھا۔ عورتیں پردے میں آزادی سے آ جا رہی ہیں اور بچے امن و سکون سے ہیں۔ میرے لئے یہ باعث اطمینان ہے کہ آپ لوگوں نے مقامی آبادی سے اچھے تعلقات استوار کر رکھے ہیں۔ اور بہت خوشکن امر ہے کہ آپ میں سے ایک شخص مقامی کونسلر بھی ہے۔

میں اپنی تقریر کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتا۔ لیکن میں اس بات کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ٹلفورڈ کا گاؤں اور اس کے مکیں بہت اچھے ہیں کیونکہ آپ ان میں موجود ہیں۔...... میں آپ سے ویورلے کے علاقہ کے لوگوں کی طرف سے اپنی دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور خوش آمدید کہتا ہوں۔

(۴) عزت مآب جناب سوڈوتھی صاحبہ

تعارف: عزت مآب سوڈوتھی صاحبہ بھی ممبر پارلیمنٹ ہیں اور نواحی حلقہ انتخاب گلڈفورڈ کی نمائندگی کرتی ہیں۔ آپ نے زندگی کا آغاز بطور ایک استاد کے کیا پھر آپ انتظامی مشاورت کے شعبہ سے وابستہ ہوگئیں بالآخر سیاست میں آگئیں۔ آپ ایک اچھی بیوی اور جان چھڑکنے والی ماں ہیں۔ آپ کی سیاسی وابستگیاں لبرل ڈیموکریٹ سے ہیں۔ جماعت احمدیہ سے آپ کا یہ پہلا تعارف ہے۔

تقریر: آپ نے کہا ''میں آپ کی شکرگزار ہوں اور اس تقریب پر آپ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ آج جماعت احمدیہ کے جلسہ میں شامل ہونے کا میرا پہلا موقعہ ہے۔ میں یہاں آنے سے پیشتر...... بہت کم جانتی تھی۔ لیکن آج مجھ پر بہت سے انکشاف ہوئے ہیں۔ میں ایک امن و عافیت پسند واقع ہوئی ہوں۔۔ میں عیسائیوں کے فرقہ کویکر (Quaker) سے تعلق رکھتی ہوں آپ جو امن و سلامتی کے پیامبر ہیں اور جہاد کی تعریف کہ یہ اس دنیا میں خیر و بھلائی پھیلانے کی جدوجہد کا نام ہے سن کر مجھے خوشگوار حیرت ہوئی۔ میں یہاں آنے سے قبل اس سے یکسر بے خبر تھی لیکن یہ بہت ہی خوش آئند ہے اور میں آپ کی شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے خیر مقدم کا

موقع دیا۔ اور جس چیز کے بارے میں مَیں نے جاننا چاہا آپ نے دست تعاون بڑھایا۔ جب بھی خواتین کے بارہ میں میں نے کوئی سوال کیا تو بڑے ادب سے اسے مجھ پر واضح کر دیا۔ میں نے آپ کی جماعت کو بہت پر امن پایا ہے۔ مغربی معاشرے نے اس کو کھو دیا اور ہم پسند کریں گے اس خوبی کو دوبارہ حاصل کیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس میں مزید ترقی کریں گے اور یہ عمل جاری رہے گا۔ میں امید رکھتی ہوں کہ آپ کا پیغام دنیا میں سنا جائے گا جب کہ ہر کہیں دنگا فساد برپا ہے۔ آپ نے آج ایک حیران کن مثال قائم کی ہے جس میں دنیا کے ہر کونے سے اتنی بڑی تعداد میں لوگ بھائی چارے سے کام کر رہے ہیں۔''

(۵) پروفیسر سر مائیکل ڈومٹ صاحب

تعارف: پروفیسر ڈومٹ بیسویں صدی کے سر کردہ برطانوی فلاسفر سمجھے جاتے ہیں۔ آپ نے آل ساول آکسفورڈ، برکلے (کیلی فورنیا) اور دوسری مشہور درسگاہوں سے تعلیم حاصل کی ہے۔ آپ آبادکاروں اور مہاجرین سے متعلق بہت سی کمیٹیوں کے ممبر ہیں۔ پچھلے تیس سال سے آپ مہاجرین سے بہتر سلوک کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ نسلی اور آبادکاری کے مسائل پر آپ کا شمار بطور ایک (سرکردہ یورپی) اتھارٹی کیا جاتا ہے۔ ۱۹۹۹ء میں آپ کو فلسفہ اور نسلی انصاف کے موضوعات پر خدمات کی وجہ سے ''سر'' کے خطاب سے نوازا گیا تھا۔

تقریر: آپ نے کہا: ''میں یہاں آکر بہت خوش ہوا ہوں اور اس قدر بڑی تعداد میں لوگوں کو دیکھ کر جو تمام دنیا سے آئے ہیں اور امن و آشتی کی فضا میں بس رہے ہیں بہت متاثر ہوا ہوں۔

میں......عیسائیت پر یقین رکھتا ہوں۔ دو بنیادی وجوہات کی بناء پر جب سے میرا رابطہ احمدیہ جماعت سے ہوا ہے میں ......فرقہ احمدیہ کی دل کی گہرائیوں سے عزت کرتا ہوں۔ اولاً رواداری اور اس رویے کی نفی جو دوسرے مذاہب کے افراد میں پائی جاتی ہے جسے بعض اوقات بنیاد پرستی کہا جاتا ہے، یہ رویہ کہ وہ امن کے دشمن ہیں اور کسی مواخذے سے بالا تر ہیں۔ احمدی دوسرے عقائد کے افراد کو اپنی طرح محبوبِ الٰہی رحمٰن و رحیم خالق سے نجات پانے کے اہل سمجھتے ہیں۔ ثانیاً ان کی مذاہب کی جانب تعقل پسندی ہے ان کا ایمان ہے کہ مذہبی سوالات میں عقل کو استعمال کیا جانا چاہیے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے کہ ہم مذہب اور تمام دوسرے موضوعات پر سوچتے ہوئے عقل کا استعمال کریں۔ اس کی بڑی مدلل وضاحت حضرت طاہر احمد صاحب نے اپنی پُر اثر کتاب Revelation, Rationality, Knowledge and Truth میں کی ہے......''

(۶) عزت مآب جناب ٹام کاکس صاحب

تعارف: جناب ٹام کاکس ٹوٹنگ کے علاقہ سے پارلیمنٹ کے ممبر ہیں۔ آپ کے جماعت احمدیہ سے دیرینہ مراسم ہیں۔ برٹش پاکستان سوسائٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے آپ نے انسانی حقوق اور پاکستان میں احمدیوں پر ایذا رسانیوں کے مسائل پر بڑا فعال کردار ادا کیا ہے۔ آپ وہ واحد ممبر پارلیمنٹ ہیں جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی قادیان میں صد سالہ جلسہ سالانہ کے تاریخی

موقعہ پر حضور ایدہ اللہ کے ساتھ مذکورہ سفر میں شرکت کی۔ آپ کو یہ بے مثال اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ نے حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی شہرہ آفاق کتاب Revelation, Rationality, Knowledge and Truth پر پہلا تبصرہ لکھا تھا۔

تقریر: آپ نے بیان کیا: ''بھائیو اور بہنو! میں ایک بار پھر آپ کے ساتھ اس گھر میں موجود ہوں۔ میرے احمدیوں کے ساتھ مراسم اور محبت کی داستان کئی سالوں پر محیط ہے اور یہ ہمیشہ رہے گی۔ جو ہم نے دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ احمدیت دن بدن تمام دنیا میں ترقی کر رہی ہے۔ دنیا کے ہر براعظم میں احمدیہ جماعت کے مذہبی اعتقادات پر کاربند لوگ موجود ہیں۔ اور کیا ہی قابل قدر یہ اعتقادات ہیں! کیونکہ یہ اعتقادات رواداری، افہام وتفہیم، انسانیت دوستی اور جیسے کہ سامنے لکھے گئے بینر پر موجود ہے کہ ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' (Love for All Hatred for None) پر مبنی ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ کچھ ممالک میں اور بالخصوص پاکستان میں وہ لوگ جو آپ کے خیالات کے حامل ہیں انہیں بہت بڑی ایذا رسانیوں کا سامنا ہے۔ میں اور میرے پارلیمانی رفقاء ہمیشہ پاکستانی ہائی کمیشن کے سامنے آپ کے معاملات کی وکالت کرتے رہے ہیں...... مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ کل یہاں پر میرے ایک پارلیمانی رفیق ٹونی کول مین نے برطانوی وزیراعظم جناب ٹونی بلیئر کا پیغام پڑھ کر سنایا تھا۔ وہ خاص پیغام جناب ٹونی بلیئر صاحب کا لکھا ہوا تھا...... ہماری بہت مشترک قدریں ہیں۔ ہم اکٹھے کام کرتے ہیں میں آپ کے ساتھ ہوں جیسے کہ آپ میرے ساتھ ہیں۔ ہم ایک بہت بڑے خاندان کے افراد ہیں جو تمام دنیا میں پھیلا ہوا ہے......

(۷) جناب لارل کیدر محمد (مہاموود) صاحب نائیجر

تعارف: جناب لارل کیدر محمد (مہاموود) صاحب جمہوریہ نائجر کے ایک وزیر اور جنرل سیکرٹری ہیں۔ آپ صدر جمہوریہ نائیجر کی طرف سے ایک خیرسگالی کا پیغام لائے ہیں۔ آپ کا خطاب فرانسیسی میں تھا۔

تقریر: آپ نے بیان کیا: ''......میری یہاں موجودگی اس انتہائی بارآور تعاون کا نتیجہ ہے جو میرے ملک اور اس جماعت کے درمیان پایا جاتا ہے جو پچھلے دو سال سے شروع ہوا ہے۔ یہ وہی تعاون ہے جس کے نتیجے میں نیامی (Niamey) میں احمدیہ مشن کی بنیاد رکھی گئی جس نے فوری طور پر عام بہبود کے کاموں کا آغاز کر دیا۔

مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ کچھ ممالک میں اس جماعت کے کارہائے نمایاں دیکھنے کا مجھے موقعہ ملا ہے۔ اس میں بینن (Benin) بھی شامل ہے۔ جہاں میں نے پورٹونوو (Porto-Novo) دیکھا اور کوٹونو کا میڈیکل سینٹر انسانیت کی خدمت کر رہا ہے اور بہت سے سماجی کام (غذائی امداد اور دوائیں جو انتہائی غریب لوگوں کے لئے تھیں) جن سے میرے ملک کو فائدہ پہنچا ہے......

ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ثابت قدمی سے اس سمت بڑھتے جائیں۔ میرا ملک آپ سے روحانی اور انسانی بنیادوں پر امداد کا امیدوار ہے۔

میں ذاتی طور پر احمدیہ...... جماعت کا مداح ہوں یہ جماعت وہ...... دین سکھلاتی ہے جس میں تشدد نہیں ہے جو...... دینِ امن مستقل مزاجی اور بھائی چارے پر مبنی ہے۔مختصراً یہ ایک سکے بند دین...... ہے......''

(۸) لارڈ ایرک ایوبری صاحب

تعارف: لارڈ ایوبری جو اپنے دوستوں میں از راہِ محبت ایرک کے نام سے مشہور ہیں ایک انسانیت دوست اور دردمند دل رکھنے والے انسان ہیں۔آپ کی خدمات کی ایک لمبی تاریخ ہے۔آپ ہاؤس آف لارڈ میں جانے سے پہلے ہاؤس آف کامن کے ممبر تھے ۔آپ انسانی حقوق پر بے باک چیمپین ہیں۔آپ نے ہمیشہ نسلی تعلقات ایمنسٹی انٹرنیشنل اور سیاسی پناہ کے مسائل پر ایک فعال کردار ادا کیا ہے۔آپ...... پاکستان میں احمدیوں کو ایذادہی کے مسائل کے بے خوف نقاد ہیں۔آپ نے ان مسائل کو صدر پاکستان کے ساتھ بات چیت میں کئی بار اٹھایا ہے۔

تقریر: آپ نے بیان کیا: ''......میرے لئے یہ ایک بہت بڑا اعزاز ہے کہ میں اس پر وقار تقریب میں آپ کے سامنے ہوں۔ میرے خیال کے مطابق یہاں سامعین صرف برطانیہ کے لوگ ہیں مگر یہاں جرمنی، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ اور سکینڈے نیویا سے بھی آئے ہوئے ہیں۔میں اس کنونشن میں موجود ہونے کو ایک بڑا امتیاز سمجھتا ہوں کیونکہ میں کئی سالوں سے جماعت احمدیہ برطانیہ کا مداح رہا ہوں اور اس کام سے بہت متاثر ہوں جو آپ نے یہاں کے معاشرے میں کیا ہے۔اس کا آغاز تین چوتھائی صدی قبل ہوا جب لندن ''بیت الذکر'' تعمیر ہوئی تھی۔میں یہاں پر جماعت کی اٹھان اور ترقی کو دیکھتا رہا ہوں اور اس پر گواہ ہوں۔میں آپ کے بہت سے ممبران کی ترقی پر مبارکباد دیتا ہوں اور اس روز افزوں حصہ پر بھی جو آپ ہماری قومی زندگی میں ڈال رہے ہیں۔

میں پاکستان کا بھی دوست ہوں۔میں بخوبی آگاہ ہوں کہ جو کردار احمدیوں نے پاکستان کی آزادی میں ادا کیا ہے۔ایسے ممتاز و نمایاں ممبران کے ساتھ جیسے سر ظفر اللہ خان صاحب جو یونائیٹڈ نیشن جنرل اسمبلی کے صدر بنے اور ڈاکٹر عبدالسلام صاحب جو فزکس کے نوبل لاریٹ تھے۔لیکن ذوالفقار علی بھٹو نے ملا کارڈ پھینکا اور احمدیوں کو غیر مسلم (ناٹ مسلم) قرار دیا۔اس کے بعد فوجی جنرل ضیاء الحق نے رسوائے زمانہ آرڈیننس کا نفاذ کیا۔ہم نے اس وقت اس آرڈیننس کی مذمت کی تھی۔اور آج بھی اس کی مذمت کرتے ہیں۔یہ آرڈیننس اب تعزیرات پاکستان کا حصہ ہے۔جو احمدیوں کی عبادت کی آزادی کو چھینتا ہے......اسی طرح احمدیہ جماعت کے خلاف ناروا امتیاز اور تشدد کا بھی باعث ہے۔جس نے اس جماعت کے بہت سے افراد کو جلاوطنی پر مجبور کر دیا۔

میں پر امید ہوں کہ پاکستان میں جمہوریت کے احیاء سے پاکستان میں احمدیوں کے لئے اچھے حالات پیدا ہوں گے۔ ......میں ایمان داری سے یقین رکھتا ہوں کہ پاکستان کے عوام قائداعظم کے اصولوں کی طرف لوٹیں گے۔

آپ کی جماعت کے بانی نے آپ کو جس مقدس جنگ کی تعلیم دی تھی وہ روحانی جنگ تھی۔جسے جہد مسلسل دلیل، برداشت اور مستقل مزاجی سے لڑا جاتا تھا۔آپ کو خبر تھی کہ احمدیوں کو مخالفتوں کا سامنا ہوگا لیکن انہیں مذہب کے نام پر خون نہیں بہانا ہوگا۔آخر کار یہ بھی سامنے آگیا کہ پُرامن ذرائع سے کہ احمدیت بڑی تیزی سے پھیل گئی۔میرے علم کے مطابق کوئی ۱۷۵ ممالک ہوں گے جن

میں احمدیت پھیل گئی بہت سے ممالک کے نمائندے آج یہاں موجود ہیں اور افراد جماعت کی تعداد آج ۱۵۰ ملین سے متجاوز ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ امن کا پیغام، محبت اور کم مراعات یافتہ طبقہ کے لئے ایک ہے اور شاید یہی آپ کی کامیابی کا راز ہے۔ آپ...... دینی دانائی اخلاقیات اور روحانیت پر عمل پیرا ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں بیان کیا گیا ہے۔ آپ کا عملی نمونہ وہی ہے جس کا آپ پرچار کرتے ہیں اور دنیا کے غریب ممالک تک طبی اور تعلیمی سہولیات وخدمات پہنچاتے ہیں۔ احمدی ایک فراخ دل جماعت ہیں۔ یہ صرف اپنی دوست کے بل بوتے پر نہیں بلکہ یہ ان کے بلا معاوضہ ہنر اور وقت کے عطیہ سے ہے جو وہ دوسرے لوگوں تک پہنچاتے ہیں......میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ قیادت احمدیہ جماعت کے نہ صرف برطانیہ میں بلکہ تمام دنیا میں ایک تابناک مستقبل سے ملا دے گی اور آپ کی جماعت تمام انسانیت کے لئے فوائد مہیا کرے گی۔''

(۹) رائٹ آنریبل جناب جان بودش صاحب ممبر یورپین پارلیمنٹ

تعارف: جناب جان بودش یورپین پارلیمنٹ کے ممبر ہیں اور SW لندن کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یورپین پارلیمنٹ کے ممبر بننے سے پہلے آپ Battersea SW London کی پارلیمنٹ کے ممبر تھے۔ آپ بطور ممبر پارلیمنٹ کے زمانے میں آپ کے پاس بہت سے قلمدانِ وزارت رہے ہیں جس میں وزارتِ صحت، رسل و وسائل و پالیسی اور مشیر ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (WHO) شامل تھے۔ آج کل آپ یورپین کمیٹیوں کے ساتھ وابستہ ہیں جو افریقہ، ایشیاء، کریبین (Caribean) اور بحرالکاہل (Pacific) سے متعلق ہیں۔......آپ کا جماعت احمدیہ سے رابطہ ۱۹۸۷ء سے ہے۔

تقریر: ''مجھے دوبارہ بلانے کا شکریہ۔ پانچ سال قبل اسلام آباد میں میں نے پہلے آپ کے کنونشن میں شرکت کی تھی۔ اس وقت میں ویسٹ منسٹر اور......وزیر صحت بھی تھا۔ اب میں ایک وسیع یورپ میں بطور ممبر کے یورپین پارلیمنٹ میں شامل ہوں۔

ہم اب سرے (اسلام آباد) میں ہیں اور میرے خیال میں یہاں میرے بہت سے ساتھی اور آپ کے ممبران جرمنی سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ یہاں تازہ دم ہونے اور صحت وتندرستی کے لئے آتے ہیں۔ باہر کی فضا میں نمی کی وجہ سے تازہ دم ہو نہ ہو لیکن روحانی صحت کے لحاظ سے تازہ دم ہونا ہے جو ان ڈور (In Door) ہو رہا ہے۔

مجھے خوشی ہو رہی ہے کہ میں جماعت احمدیہ سے اپنے تعلقات کی تجدید کر رہا ہوں۔ آپ کی جماعت ایک عالمی جماعت ہے۔ اسی جماعت کو صرف لندن میں خوش آمدید نہیں کہا جاتا بلکہ اسے پورے برطانیہ میں خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ ہمارے ملک کی زندگی اور ثقافت میں جو آپ لوگوں کا حصہ ہے اس کے لئے ہم شکرگزار ہیں لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ آپ تمام دنیا کے لوگوں کی زندگی اور ثقافت کی نمائندگی کرتے ہیں۔ میں آپ کے ایک پیغام کو سلام کرتا ہوں یعنی ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں''

میری خواہش ہے کہ ہم اس پر اسی طرح عمل پیرا ہوں کہ ساری دنیا میں اسے اپنا لے۔ یہ احمدیوں کا ایک بہت بڑا پیغام ہے اور یہ ایسا پیغام ہے کہ تمام دنیا کو اس سے باخبر ہونا چاہئے۔ میں ابھی تمام دنیا کا چکر کاٹ کر منگولیا (چین) سے واپس آ رہا ہوں۔ ہم اس نفرت کے نتائج کو دیکھ سکتے ہیں جس کی بنیاد جہالت پر ہے۔

میری خواہش ہے کہ ساری دنیا میں مذہبی رواداری ہو۔ لیکن ابھی ایسا نہیں ہوسکا۔ جس کی وجہ افہام و تفہیم کا فقدان ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اکثر ناعاقبت اندیش لوگوں کی طرف سے اسلام سے نفرت کی جاتی ہے۔ بالخصوص نیویارک کے سانحے کے بعد۔ ایسا لگتا ہے کہ لوگوں کو کسی چیز کا خوف ہے۔ جب ہم اسلام اور صفات الٰہیہ پر غور کرتے ہیں تو ہم پاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ رحمٰن اور رحیم ہے توبہ قبول کرنے والا پاک اور امن بخشنے والا ہے اور یہ وہ تمام صفات جن کی دنیا کو ضرورت ہے۔ یہی وہ صفات ہیں جو دنیا کے تمام مذاہب کو ایک جگہ اکٹھا کر کے تمام دنیا کی ضرورتوں (Challenges) کو پورا کرسکتی ہیں۔''

(۱۰) جناب کونسلر ڈیوڈ ہیریسن صاحب

تعارف: کونسلر ڈیوڈ ہیریسن بریڈفورڈ کے ڈپٹی لارڈ میئر ہیں۔ جہاں جماعت احمدیہ کی ایک بڑی تعداد موجود ہے اور ریجنل مشن ہاؤس بھی ہے۔ آپ یارک شائر سے (جو ۲۰۰ میل کے فاصلے پر ہے) بالخصوص جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ آپ جماعت کے ایک اچھے دوست ہیں۔ آپ ایڈنکسٹن کے وارڈ کی نمائندگی کرتے ہیں۔

تقریر: ''خواتین و حضرات اور مہمانانِ گرامی! گڈ مارننگ (صبح کا سلام)! چھتیسویں احمدیہ...... کونشن پر مجھے بلانے کا شکریہ۔ میں اپنے آپ کو احباب کے درمیان پا کر بہت فخر محسوس کر رہا ہوں۔ میں صدر بریڈفورڈ...... احمدیہ ایسوسی ایشن کا خاص طور پر شکرگزار ہوں کہ انہوں نے ایک بار پھر مجھے یہاں آنے کا اور آپ سے خطاب کرنے کا موقعہ دیا۔

سب سے پہلے میں اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ آپ کی جماعت نے بریڈفروڈ میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ ان پر ہم فخر کرتے ہیں۔ پچھلے سال بریڈفورڈ کے فسادات میں اور تمام دنیا میں مختلف واقعات نے ہر ایک کے لئے اور بالخصوص احمدیوں کے لئے ایک مشکل صورت حال پیدا کردی تھی۔ ان واقعات کے باوجود آپ کی جماعت نے ان حالات کے مقابلہ کے لئے جرات اور عزم کا مظاہرہ کیا۔ اگرچہ اس صورت حال میں بہتری پیدا ہوئی ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ یہ حالات ختم ہو جائیں بریڈفورڈ بہت سے مذاہب اور ثقافتوں کے ملغوبے کا گھر ہے۔ یہ بریڈفورد کو کثیر الثقافت شہر بناتا ہے۔ اجتماعات جیسا کہ یہ ہے جس کا احمدیہ...... جماعت نے انتظام کیا ہے تبادلہ خیالات کا ایک بہترین موقعہ ہے۔ بریڈفورڈ کونسل ضلع کی بہت سی جماعتوں سے مل کر کام کرنے کے مواقع کے بارے میں پوری تندہی سے غور کر رہی ہے کہ ایک ایسا شہر ہو جہاں ہر ایک خوشی سے رہ سکے اور کام کرسکے۔

احمدیہ...... جماعت مقامی معیشت میں بھرپور حصہ لینے کے لئے نمایاں اور مشہور ہے۔ ہمارے پاس نوجوان آبادی کی ایک بڑی تعداد ہے جو بریڈفورڈ ڈسٹرکٹ کے وسائل میں مزید اضافہ کرنا چاہتی ہے۔ یہ ہمارا اثاثہ ہیں ہم مواقع پیدا کریں گے کہ اس ٹیلنٹ (طاقت) کا بہترین مصرف ہوسکے۔

(۱۱) مکتوب گرامی جناب وزیراعظم صاحب متحدہ جمہوریہ تنزانیہ

''میں اپنی طرف سے اور متحدہ جمہوریہ تنزانیہ کی طرف سے آپ کی جماعت کی اجتماع میں کامیابی کا متمنی ہوں۔

ہم پچھلے سڑسٹھ سال سے جانتے ہیں کہ احمدیہ...... جماعت نے ہمارے ملک میں تعلیم اور صحت کے شعبوں میں بہت خدمات سرانجام دی ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ کی جماعت حکومت کے ساتھ تعمیر وترقی اور تعاون کی بنیاد رکھتی ہے۔ جو ہر شک وشبہ سے بالا ہے اور یہ ایک پر امن جماعت ہے۔

حکومت تنزانیہ احمدیہ...... جماعت کی تمام خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ کی تنظیم ان خدمات کو عوام کے مفاد کیلئے (قطع نظر رنگ ونسل ارمذہب کے) آنے والے سالوں میں اور بڑھائے گی۔ میں ایک بار پھر آپ کے سالانہ اجتماع کی بہت زیادہ کامیابی کا متمنی ہوں۔'' دستخط (فریڈرک ٹی سمائی ممبر پارلیمینٹ اور وزیراعظم)

(۱۲) مکتوب گرامی جناب وزیراعظم صاحب جمہوریہ گی آنا

''آپ کے ساتھ اس روحانی مائدہ میں شرکت کرنا اپنے لیے ایک اعزاز سمجھتا ہوں جو اس سال کا سالانہ عالمی کنونشن ۲۶ تا ۲۸ جولائی ۲۰۰۲ء کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) سرے برطانیہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ میں جناب صدر صاحب جمہوریہ گی آنا اور عوام کی طرف سے آپ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ گی آنا میں تمام مذہبی اداروں سے خوش گوار تعلقات پیدا کرنے کے لئے...... احمدیہ...... جماعت کی موثر نمائندگی تھی۔ میں اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کی خدمت اقدس میں درخواست دعا کرتا ہوں کہ گی آنا کے امن استحکام اور ترقی کے لئے دعا کریں۔'' (دستخط) سیموئیل اے ہنڈ۔ جمہوریہ گی آنا

(۱۳) مکتوب گرامی جناب صدر صاحب جمہوریہ گھانا

''مجھے یہ جان کر مسرت ہوئی ہے کہ میرے دوست جناب الحاج الحسن بن صالح جو ایک احمدی...... ہیں اور گھانا کی کونسل آف سٹیٹ کے ممبر ہیں اس سال احمدیہ...... جماعت کے عالمی سالانہ کنونشن شرکت کر رہے ہیں۔

میں نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے...... آپ (حضور انور کی خدمت اقدس میں اپنے لئے، گورنمنٹ کے ممبران کے لئے اور چیف اور گھانا کے عوام کے لئے دعا کے لئے درخواست کروں۔

حضور کو اس کا علم ہے کہ بفضلہ تعالیٰ گھانا کے انسانی اور دیگر وسائل میں آپ کے مقدس پیش رو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے الفاظ مبارک کو یاد کرتا ہوں کہ ''گھانا کو ہر ایک چیز عطا کی گئی لیکن جو ہر ایک چیز سے محروم ہے'' کئی سالوں سے بدقسمتی سے یہ پیارا ملک لالچ، حرص وطمع اور بد انتظامی کا شکار ہے میری حکومت اور گھانا کے عوام کی طرف سے مخلصانہ اور متحدہ کوششیں اب کی جا رہی ہیں کہ گھانا کے لوگوں کی زندگی میں بہتری کی صورت پیدا ہو سکے۔'' (دستخط) جان الکیم کوفور۔ صدر جمہوریہ گھانا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مجلس انصاراللہ مقامی کی سالانہ علمی ریلی

امسال مجلس انصاراللہ مقامی نے مورخہ ۱۰ تا ۱۷ ستمبر سالانہ علمی ریلی کا انعقاد کیا۔ اس سے قبل ماہ اپریل و جون میں بلاکس کی سطح پر تلاوت، نظم خوانی اور تقریر کے مقابلہ جات کروائے گئے تھے اس علمی ریلی میں مجوزہ نصاب برائے علمی ریلی ۲۰۰۲ء کے مطابق تمام مقابلہ جات کروائے گئے۔ تمام بلاکس کی طرف سے کل ۱۰۲ نمائندگان نے مقابلہ جات میں شرکت کی۔

افتتاحی تقریب: مورخہ ۱۰ ستمبر 6:15 بجے شام اس پروگرام کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا جس میں محترم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب خالد قائد تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان نے خطاب فرمایا اور دعا کے ساتھ افتتاح فرمایا۔

علمی ریلی میں حفظ قرآن، نظم خوانی، تقریر اردو اور فی البدیہہ تقریر کے مقابلہ جات ہوئے۔ اسی طرح مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریری امتحان ہوا۔ عام دینی معلومات کا مقابلہ کوئیز کی شکل میں ہوا۔ یہ تمام مقابلے ۱۱ تا ۱۶ ستمبر منعقد ہوئے۔

اختتامی تقریب: مورخہ یکم اکتوبر ۶:۳۰ بجے شام دفتر مجلس انصاراللہ مقامی میں ریلی کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب صدر صاحب صدر مجلس تھے آپ نے ریلی کے مقابلہ جات میں پوزیشن لینے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے۔ اختتامی خطاب اور دعا کے بعد جملہ شرکاء کی تواضع کی گئی۔ خاکسار ریلی کے انعقاد میں مشفقانہ تعاون پر محترم زعیم صاحب اعلیٰ، محترم قائد صاحب تعلیم، مکرم صدر صاحب مجلس، جملہ منصفین کرام اور انتظامی کمیٹی کا ممنون ہے۔ جزاھم اللہ

(رپورٹ: مکرم ضیاءاللہ مبشر صاحب۔ منتظم تعلیم)

مجالس انصاراللہ کی مساعی

مختلف مجالس انصاراللہ پاکستان کی تربیتی اور تعلیمی اور صحت جسمانی کی رپورٹیں موصول ہوتی رہی ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

(۱) حلقہ دارالسلام لاہور پکنک مورخہ ۷ جولائی ۲۰۰۲ (۲) حلقہ مغلپورہ لاہور پکنک مورخہ ۱۴ جولائی ۲۰۰۲ء (۳) مجالس انصاراللہ ضلع اوکاڑہ پکنک و ورزشی مقابلے مورخہ ۱۶ جولائی ۲۰۰۲ء (۴) حلقہ دارالسلام لاہور سائیکل سفر و رابطہ دیہہ (۵) حلقہ مارٹن روڈ کراچی ریفریشر کورس مورخہ ۲۲ جولائی ۲۰۰۲ء (۶) نظامت انصاراللہ کراچی کی طرف سے ایک آئی کیمپ المہدی ہسپتال مٹھی (نگر پارکر سندھ) میں ۶-۷ جولائی ۲۰۰۲ کو لگایا گیا۔ اس موقعہ پر ۲۵۷ مریضوں کا معائنہ کیا گیا۔

جماعت احمدیہ امریکہ کا ۵۴ واں جلسہ سالانہ

منعقدہ ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ جون بمقام میری لینڈ

رپورٹ: مکرم ڈاکٹر خالد احمد عطاء صاحب

جماعت احمدیہ امریکہ کا ۵۴ واں جلسہ سالانہ ۲۸ تا ۳۰ جون ۲۰۰۲ کو بیت الرحمٰن میری لینڈ میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں خدا کے فضل سے امریکہ کی مختلف ریاستوں سے ساڑھے چار ہزار سے زائد احباب شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ علاقے کے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے راہنما تقریباً ۲۵۰ کی تعداد میں شامل ہوئے۔ لیفٹیننٹ گورنر میری لینڈ، سیرالیون کے سفیر، منٹگمری کاؤنٹی کے ناظم اعلیٰ اور ایک پادری صاحب نے خطابات کئے اور جماعتی خدمات کو سراہا۔ جلسہ سالانہ امریکہ کی افتتاحی اور اختتامی تقریب ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست ٹیلی کاسٹ کی گئی جب کہ دوسرے روز کی کارروائی شمالی امریکہ میں نشر کی گئی۔ اس جلسہ کی مختصر رپورٹ ہدیہ قارئین کی جاتی ہے۔

افتتاحی اجلاس: مورخہ ۲۸ جون ۲۰۰۲ء نماز جمعہ وعصر کے بعد ساڑھے چار بجے جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس کی کارروائی مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب قائم مقام امیر جماعت احمدیہ امریکہ کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب نے کی۔ مکرم طاہر احمد صاحب کھوکھر نے نظم پڑھی جس کے بعد مکرم ڈاکٹر احسن اللہ ظفر صاحب نے افتتاحی خطاب کیا۔ اس کے بعد دوسرے مقررین نے تقاریر کیں جن میں ڈاکٹر خلیل محمود ملک صاحب فلاڈیلفیا، مکرم فلاح الدین شمس صاحب صدر جماعت شکاگو اور مکرم برادر حسن حکیم صاحب صدر جماعت زائن شامل تھے۔

دوسرا اجلاس: دن کا آغاز اجتماعی نماز تہجد سے ہوا۔ دوسرے دن کے پہلے اجلاس کی صدارت مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب صدر جماعت لاس اینجلس نے کی۔ اس اجلاس میں مکرم محمد عبدالعلی صاحب سینٹ پال، مکرم برادر علی مرتضیٰ صاحب نیشنل سیکرٹری دعوۃ الی اللہ اور مولانا داؤد احمد حنیف صاحب مربی سلسلہ نیویارک نے تقاریر کیں۔

دوسرے اجلاس کی کارروائی برادر منیر حامد صاحب نائب امیر امریکہ کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ اس اجلاس میں مکرم اسماعیل نیر صاحب اور ابراہیم نعیم صاحب کی تقاریر کے علاوہ غیر از جماعت مہمانان گرامی نے تقاریر کیں۔ اس اجلاس میں تقریباً ۲۵۰ غیر از جماعت مہمان معززین شریک ہوئے۔ افسر جلسہ سالانہ مکرم عبدالشکور احمد صاحب نے مہمان مقررین کا تعارف کروایا جس کے بعد مہمانوں کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ ان مہمانوں نے دین کی رواداری اور جماعت

کے کردار اور خدمات کو سراہا۔ مندرجہ ذیل مہمان مقررین نے جلسہ سے خطاب کیا۔

Rev. Ted Durr آپ یہاں کے Presbyterian چرچ کے سینیئر پادری ہیں۔ منٹگمری کاؤنٹی کے ناظم اعلیٰ Mr. Douglas M. Duncan انہوں نے کاؤنٹی کی طرف سے مکرم شمشاد احمد ناصر صاحب کو سرٹیفکیٹ بطور ایوارڈ دیا۔ عزت مآب سفیر مملکت سیرالیون۔ ریاست میری لینڈ کے لیفٹیننٹ گورنر کیتھلین کینڈی تاؤنسنڈ۔

مجلس سوال و جواب: اجلاس کے اختتام پر معززین اور مہمانان کرام کو عشائیہ دیا گیا۔ عشائیہ کے دوران دلچسپ مجلس سوال و جواب کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ علماء کے ایک پینل نے سوالوں کے جوابات دیئے۔ معززین نے سوالات بھی کئے اور ریمارکس بھی دیئے کہ اس قسم کے دینی پروگرام اور محفل میں وہ پہلی دفعہ شامل ہوئے ہیں اور دین کے بارہ میں ان کی معلومات میں اضافہ ہوا اور قریب سے سمجھنے کا موقعہ ملا۔

اختتامی اجلاس: آخری روز بھی آغاز اجتماعی نماز تہجد سے ہوا۔ اختتامی اجلاس کی صدارت مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب نے کی۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ کینیڈا اور پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے وقف زندگی کی اہمیت اور کینیڈا میں جامعہ احمدیہ کے اجراء کے بارہ میں تقریر کی اور بچوں کو جامعہ میں بھجوانے کی تحریک کی۔ اختتامی تقریر سے قبل مکرم ڈاکٹر کلیم ملک صاحب آف شکاگو اور مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب مشنری فلاڈیلفیا نے تقاریر کیں۔ ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب کی اختتامی تقریر اور دعا کے ساتھ جلسہ سالانہ کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

مستورات کا اجلاس: مستورات نے دو علیحدہ اجلاسات کئے اور مختلف موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔ خواتین کے جلسہ میں ایک سو کے قریب مہمان خواتین تشریف لائی تھیں۔ دوسرے اجلاس کے اختتام پر محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ نے لجنہ کی مجالس میں نمایاں کارکردگی دکھانے والوں میں انعامات تقسیم کئے۔

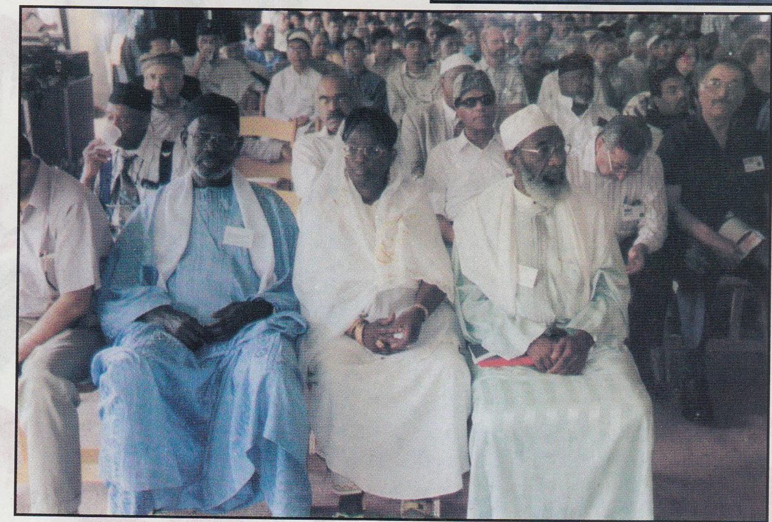
جلسہ سالانہ امریکہ کے انتظامات کے لئے مکرم عبدالشکور احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ کی نگرانی میں تمام ناظمین نے بڑی [illegible] کام کیا۔ مہمان نوازی، عمومی، رہائش، لنگر خانہ، صفائی، آب رسانی، ٹرانسپورٹ و ٹریفک، رجسٹریشن اور تیاری جلسہ گاہ کے شعبہ جات قائم تھے جن کے منتظمین اور معاونین نے بھرپور محنت کر کے اس جلسہ کو کامیاب بنایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزاء خیر عطا کرے۔ آمین

جماعت احمدیہ امریکہ کے اس جلسہ سالانہ کے انعقاد کی خبریں لوکل اخبارات "The Gazette" اور "India Express" نے شائع کیں جب کہ نیویارک سے اردو اخبارات کے صحافی بھی تشریف لائے تھے۔ چنانچہ نیویارک کے تین اردو اخبارات نے جلسہ سالانہ امریکہ کو کوریج دی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جلسہ سالانہ امریکہ کے بابرکت نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

واشنگٹن میں جماعتہائے احمدیہ امریکہ کا ۵۳واں جلسہ سالانہ منعقدہ ۲۸-۲۹-۳۰ جون ۲۰۰۲ء



مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب
قائمقام امیر جماعت احمدیہ امریکہ
جلسہ سالانہ ۲۰۰۲ء کے افتتاحی اجلاس
میں تقریر کررہے ہیں



جلسہ سالانہ ۲۰۰۲ء کے سامعین کرام



جلسہ سالانہ میں مہمان سامعین
(مختلف مذاہب اور اقوام کے نمائندے)

Monthly **ANSARULLAH**

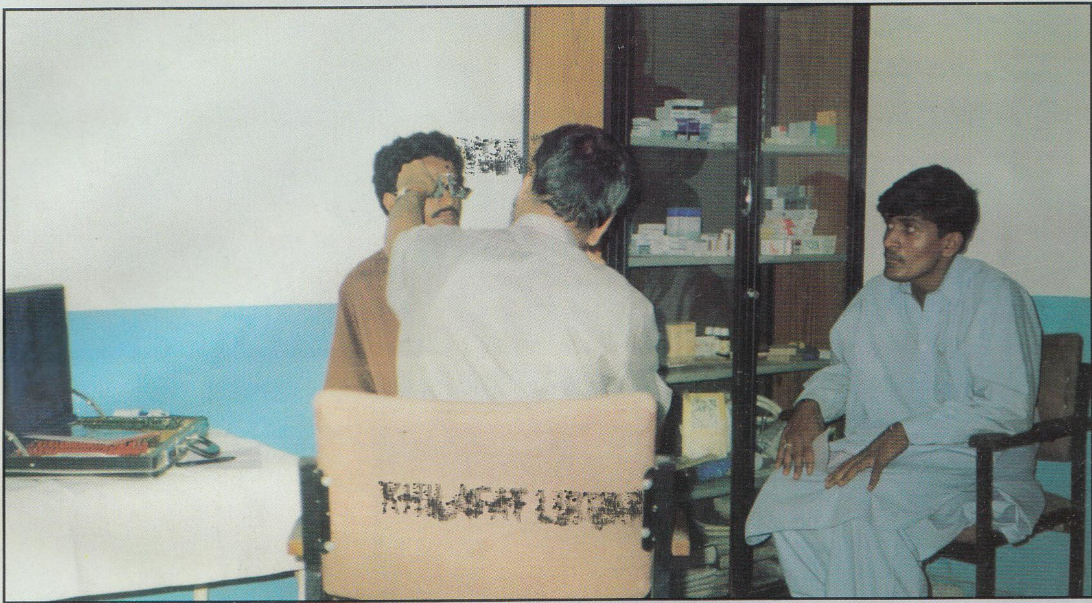
November 2002

Ph: 04524-212982

EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. # : CPL - 92

مجلس انصاراللہ پاکستان کی مساعی



المہدی ہسپتال مٹھی (نگر پارکر سندھ) میں انصاراللہ کراچی کا آئی کیمپ (ماہر امراض چشم مریضوں کا معائنہ کرتے ہوئے)



مجلس انصاراللہ گولارچی ضلع بدین کے انصار اور خدام کا گروپ فوٹو (۳۳ کلومیٹر سائیکل سفر کرنے والے)